

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کے حالات زندگی
حالات - واقعات - کمالات اور اُمتِ مسلمہ کی بیشمار خدمات

سیرت سیدنا ابوہریرہؓ

حافظ، محرم اقبال رنگونی ○ فاضل نظامِ العلوم مہارنپور

○ مقدمہ ○

حضرتِ علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی ایم اے پی ایچ ڈی (نن)

ناشر

دارالمعارف - الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

— حافظِ احادیث —

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے حالاتِ زندگی

حالات - واقعات - کرامات اور اُمتِ مسلمہ کی بیشمار خدمات

سیرتِ ابی ہریرہؓ

(حافظ، محمد اقبال رنگونی) ○ فضل منظر العلوم سہارنپور

— مقدمہ —

حضرتِ علامہ خالد محمود صاحبِ مدظلہ العالی ایم. اے پی. ایچ. ڈی (لندن)

○

ناشر: دارُ المعارف ○ افضل مارکیٹ ○ اردو بازار ○ لاہور

اشاعت _____ ۱۹۸۶ء
تعداد _____ ایک ہزار
مطبع _____ عرفان افضل پریس لاہور
ناشر _____ دارالمعارف اُردو بازار، لاہور
ہدیہ _____ ۱۲ روپے

ملنے کا پتہ
مکتبہ ختم نبوت، الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور، پاکستان
دفتر تنظیم اہل سنت، ابدالی روڈ، نواں شہر ملتان

THE ISLAMIC ACADEMY OF MANCHESTER 19-CHORLTON TERRACE
OFF UPPER BROOK STREET MANCHESTER 13

ترتیب

- | | | | |
|----|--|----|---|
| ۱۵ | یومنون بہ قبل موتہ میں مرجع ضحائر | ۷ | مقدمہ |
| ۱۵ | حضرت شاہ ولی اللہ کا ترجمہ قرآن | ۷ | اہل کتاب کا احساس کفری |
| ۱۶ | مرزا غلام کا حضرت ابوہریرہ پر ایک درجہ | ۷ | مستشرقین کا علم حدیث پر حملہ |
| ۱۷ | مرزا کا حضرت عبداللہ بن مسعود پر حملہ | ۸ | کھیت کھلیاں کی چوکس کرنے والا کتا |
| ۱۸ | حضرت ابوہریرہ ایک مجتہد کی حیثیت سے | ۸ | حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر کی روایات میں فرق اور پھر رفع اختلاف |
| ۱۸ | کوہ طور پر کعبہ اجار سے بحث | ۹ | حدیث میں تین استثناء تھے۔ |
| ۱۹ | حضرت ابوہریرہ اور قرآنہ خلف الامام | ۱۰ | مرزا غلام احمد کا حضرت ابوہریرہ پر حملہ |
| ۲۱ | عصر کا وقت مثلیں پر ہوتا ہے | ۱۰ | مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ حدیث |
| ۲۲ | بعض کتب اصول میں آپ کے فقہ کا انکار اضافی اعتبار سے ہے | ۱۱ | علامہ ذہبی کا بیان |
| ۲۲ | حضرت ابوہریرہ ایک محدث کی حیثیت سے | ۱۲ | حضرت ابوہریرہ ایک مفسر کی حیثیت سے |
| ۲۲ | حضرت ابوہریرہ کا نظریہ حدیث | ۱۲ | حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ حضرت مریم رحمت الہی کے سایہ میں (قرآن) |
| ۳۳ | کذب کے معنی ہمیشہ جھوٹ کے نہیں کبھی خلاف واقع بات کو کذب کہہ دیتے ہیں۔ | ۱۳ | اپنے فہم قرآن کی ایک اور مثال |
| ۳۳ | حضرت عمر اور کثرت روایت | ۱۳ | غاذ خمر میں دن رات کے فرشتے جمع |
| ۳۵ | اہل عراق کا اشتغال بالقرآن | ۱۴ | اپنے فہم قرآن کی ایک اور مثال |
| ۳۵ | حضرت ابوہریرہ پر شیخہ علامہ کی جرح | ۱۴ | حضرت عیسیٰ ابھی تک مرگ اشنا نہیں |

- ۳۸ حکام کو سیرت اپنانے کی دعوت
- ۳۹ اسلام میں عدل کی فضیلت
- ۴۰ آیت بھلائی و عید اور گالی سے بچنے کا صلہ
- ۴۱ یتیموں اور یتیموں کی مدد
- ۴۱ اندھیرے میں مسجدوں کو جانا
- ۴۲ محتاج و فقیر سے حسن سلوک
- ۴۳ کسی کو اعتراض کا نشانہ نہ بناؤ
- ۴۶ آخرت میں رفاقت نبوت
- ۴۷ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت
- ۴۸ دنیا اور آخرت میں اچھی شہرت
- ۴۹ صلہ رحمی اور غلام آزاد کرنا
- ۵۰ بھوکے کو کھانا اور نیکی کو کم نہ جانتا
- ۵۱ مسلم بھائی کی چھینک اور اسکے لئے طلب مغفرت
- ۵۲ صبح و شام کا وظیفہ
- ۵۳ سیرت ابی ہریرہ
- ۵۳ نام عبد الشمس
- ۵۴ اسلام لانے سے پہلے
- ۵۴ والدین کا تعارف
- ۵۵ آپ کا ظہیر شریف
- ۲۶ حضرت عمر کے منع روایت کا مطلب
- ۲۷ حضرت امام ابو حنیفہ پر افتراء
- ۲۸ حضرت ابو ہریرہ پر کذب کی روایات
- ۲۹ سے حدیث کے اختلاط کا الزام
- ۲۹ حضرت ابو ہریرہ پر شطرنج کھیلنے کا الزام
- ۳۰ شطرنج کے مختلف انواع و انداز
- ۳۰ علامہ دمیری کا حیوۃ الجنون میں فتویٰ
- ۳۱ امام زین العابدین سے شطرنج کھیلنے کی روایت
- ۳۲ حضرت ابو ہریرہ حضور کے سننے ادیا
- ۳۲ حدیث نہ لکھتے تھے۔
- ۳۲ حضور کی وفات کے بعد آپ نے
- ۳۲ حدیث کے دفاتر لکھے۔
- ۳۲ آپ سے آٹھ سوٹاگر دو سنہ ندلی
- ۳۲ دربار رسالت میں آپ کس انداز
- ۳۲ محبت میں بلانے جاتے تھے۔
- ۳۵ وضو اور کھانے کے آداب
- ۳۶ صحبت اور سواری کے آداب
- ۳۷ نیا کپڑا پہننا اور ماتحتوں سے حسن سلوک

۵۵	۵۵	حضور کے پاس آنا
۴۲	۵۶	بھگا کا غلام مل گیا
۴۵	۵۶	اسلام لانا، ہجری میں
۴۸	۵۶	کنیت
۴۸	۵۷	بلی رکھنے کا واقعہ
۴۸	۵۸	والدہ کا اسلام
۴۹	۵۹	خلق میں مقبولیت
۸۰	۶۰	والدہ کے لئے طلب دعا
۸۰	۶۱	والدہ سے حسن سلوک
۸۲	۶۲	جہاد اور والدہ کی خدمت
۸۳	۶۲	اہل و عیال
۸۳	۶۳	اہل صفہ میں سے ہونا
۸۳	۶۴	اہل صفہ کا فقر
۸۵	۶۵	حضرت سید نے کینز مانگی
۸۶	۶۶	اہل صفہ کی خبر گیری
۸۷	۶۷	آپ کی مرویات
۸۹	۶۸	حافظے کی دولت
۹۰	۶۸	امت کے حفاظ
۹۱	۷۰	ابوزرہ ابویوسف ترمذی
۹۳		
۲۱		قتادہ اور مامون
۴۲		ابو ہریرہ کے لئے دعاء
۴۵		حجت حدیث کی ایک دلیل
۴۸		عبداللہ بن عمر کی مرویات زیادہ
۴۸		ابو ہریرہ کا وطن مدینہ بن گیا تھا
۴۹		عبداللہ بن عمر کی دیگر مصروفیات
۸۰		قوتِ حافظہ کے چند واقعات
۸۰		ابوزرہ کا واقعہ
۸۲		حضرت سعید مقبری کا بیان
۸۳		حضرت کعب سے مناظرہ
۸۳		ارشاد نبوت کے بعد کسی دلیل
۸۳		کی ضرورت نہیں رہتی
۸۵		حضرت عائشہ سے تصدیق
۸۶		عبداللہ بن عمر کی تصدیق
۸۷		مصطفیٰ حسن الباعی کا بیان
۸۹		آندھی کے متعلق حدیث
۹۰		حفظ حدیث کے لئے قربانی
۹۱		بے ہوشی سے گرے رہنا
۹۳		دودھ کا پیالہ اور معجزہ نبوت

۱۱۹	آپ کا شوق عبادت	۹۸	حضرت ابوہریرہ پر خوشحالی
۱۲۱	میرزا بانی اور مہمان نوازی	۱۰۰	حرص حدیث
۱۲۱	تواضع اور انکساری	۱۰۰	کتمان علم سے بچنے کی تلقین
۱۲۱	ملاقات الہی کا شوق	۱۰۱	حدیث کا منبع وحی الہی
۱۲۲	بخار سے محبت	۱۰۲	حضور کی شفاعت کسے ملے گی
۱۲۲	تمام مسلمانوں کو وصیت	۱۰۳	حدیث پر فرقہ کا اطلاق
۱۲۳	مسلمان کو کیسے رخصت کرنا	۱۰۳	حدیث پر علم کا اطلاق
۱۲۳	جنازہ دیکھتے وقت	۱۰۳	حضرت ابوہریرہ کی جرأت سوال
۱۲۴	اللہ کا شکر ادا کرنا	۱۰۵	میراث نبوی کا مسئلہ
۱۲۵	اپنے بھائی کو معاف کرنا	۱۰۶	میراث نبوی کی تقسیم
۱۲۵	آپ کی جرأت ایسانی	۱۰۷	تبلیغ حدیث کا شوق
۱۲۶	ملفوظات ابی ہریرہ	۱۰۹	حدیث سے اثر لینا
۱۲۸	جب تم چھ چیزوں کو دیکھو	۱۱۱	ابوہریرہ کی محبت رسول
۱۲۹	اللہ کے لئے کسی سے محبت کرنا	۱۱۲	نالی کی راہ سے باغ میں جانا
۱۳۱	وصیت اور	۱۱۳	حضور کا ادب و احترام
۱۳۳	الصحیفہ الصادقہ	۱۱۴	پاک ہو کر آپ کی مجلس میں بیٹھنا
۱۳۴	ڈاکٹر حمید اللہ کا مقدمہ	۱۱۵	حضرت امام حسن سے محبت
۱۳۵	حضرت ابوہریرہ اکابر امت کی نگاہ میں	۱۱۷	یقین عظیم حادثے
۱۳۶	آپ کا علم تواریخ	۱۱۷	توشہ دان کی تاریخ
۱۳۸	امت کے حافظ علی الاطلاق، تقریفات	۱۱۸	حاکمیت سے کنارہ کشی

مقدمہ

مفتی اسلام محقق العصر حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
حافظ الائمہ سیدنا ابو ہریرہؓ ان عاشقانِ رسولؐ میں سے ہیں جنہوں نے
کاوش کی کہ حضورؐ سرور کائنات علیہ افضل التیات کے ایک ایک لفظ ایک ایک
عمل اور ایک ایک ادا کو پورا تحفظ دیں اور حیات نبویؐ کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہے
جو بقائے دوام سے معمور اور اسفارِ امین مزبور نہ ہو آنے والے محدثین ان کے
نقش پا پر چلتے رہیے اور اعمالِ نبوتؐ اس محنت سے اعمالِ اُمت میں ڈھلے رہیے
یہاں تک کہ مسلمان اس شرف سے ممتاز ہوئے کہ ان کے آقا افضل الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک گوشہ محفوظ اور کتابوں میں مسطور ہے۔

اس اُمت کا ی شرف اہل کتاب کی آنکھوں کا خاتمہ۔ ان کے پاس اپنے
پیغمبرؐ کے سنن و اقوال تو درکنار خود ان پر اُترتی الہامی کتابیں بھی محفوظ نہ رہی تھیں
اس احساسِ کمتری میں وہ مسلمانوں کے علمِ حدیث پر حملہ آور ہوئے اور ان کا پہلا
نشانہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ تھے۔ اگر اس جلیل القدر صحابہؓ کی شخصیت
مُحرف ہوتی ہے تو علمِ حدیث کی پوری دیوار گرتی ہے اور حدیث نہ ہو تو یہ اُمت
بھی اہل کتاب کی ان صفوں میں جاتی ہے جس کے دینی تعینات رشتہ الہی سے

نہیں مذہبی پیشواؤں سے مل ہوئے
مشہور جرم مستشرق گولڈزیہر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی
روایت کردہ ایک حدیث کو نقل کرتا ہے۔

حدیث ابن عمرؓ _____ سم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اقطنی کلباً الا کلب ماشیۃ او ضار نقص من عملہ کل یوم قیراطان
(رواہ البخاری جلد ۲ ص ۸۲۴ و مسلم)

(ترجمہ) جس شخص نے مویشیوں کی حفاظت کرنے والے کُتے اور شکاری کُتے کے سوا
کوئی اور کُتا بلا اس کے (اعمال کے) ثواب میں ہر روز دو قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔
حدیث ابی ہریرہؓ _____ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اتخذ کلباً الا کلب ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجورہ کل
یوم قیراط (رواہ مسلم جلد ۲ ص ۲۱)

(ترجمہ) جس نے مویشیوں کی حفاظت کرنے والے کُتے، شکاری کُتے یا کھیت
کھیان کی چوکسی کرنے والے کُتے کے علاوہ کوئی کُتا رکھا اس کے اعمال کا ہر روز
ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔

اس روایت میں تین قسم کے کُتوں کا استثناء ہے جب کہ حضرت ابن عمرؓ کی
روایت میں صرف دو کُتوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ وہ تیسرا کُتا کھیتوں یا کھیلانوں
کی چوکسی کرنے والا ہے حضرت ابن عمرؓ کو حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت سنائی گئی
تو آپؓ نے فرمایا ان لابی ہریرۃ ذرعا ابو ہریرہؓ کی اپنی زمین بھی تو ہے اس میں
حضرت ابن عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ چونکہ ابو ہریرہؓ کی اپنی زمین ہے اس لئے انہیں اس

روایت میں کلب زرع کا استثناء خوب یاد رہا اور انہوں نے حدیث پوری روایت کی حضرت ابن عمرؓ کو بھی اب یہ روایت پوری یاد آگئی اور پھر وہ اس روایت کو تینوں استثناء کے ساتھ روایت کرتے تھے صحیح مسلم میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔

مَنْ أَخَذَ كَلْبًا أَوْ كَلْبَ زَرْعٍ أَوْ غَنَمًا أَوْ صَيْدًا يَنْقُصُ مِنْ أَجْدَةِ كُلِّ يَوْمٍ قِيرَاطٍ
(صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۱)

پھر یہی نہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس روایت میں اکیلے تھے محدثین لکھتے ہیں کہ اور کئی صحابہؓ نے بھی حضورؐ سے کلب زرع کا استثناء روایت کیا ہے

بَلْ وَافَقَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي رَوَايَتِهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(شرح صحیح مسلم للنووی جلد ۲ ص ۲۱)

بات بس اتنی تھی جسے ہم بیان کر چکے لیکن گولڈزیہر کہتا ہے کہ صحابہؓ حسب ضرورت حدیث بنالیا کرتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ کو زمین رکھنے کی وجہ سے خود کلب زرع کی ضرورت تھی اس لئے انہوں نے حضورؐ کی حدیث میں دو کتبے استثناء نہ کئے تین کتبوں کو مستثنیٰ فرمایا (استغفر اللہ) یہ بدگمانی اور الزام تراشی کی انتہا ہے اگر بات یہی تھی تو پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ آئندہ اپنی روایتوں میں تین کتبوں کا استثناء کیوں کرنے لگے وہ تو صاحب زمین نہ تھے کہ انہیں کلب زرع کے اضمافے کی ضرورت ہو ان کا حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کو قبول کرنا اور کلب زرع کو روایت میں لانا بتلاتا ہے کہ اصل روایت میں تینوں کتبوں کا ہی استثناء تھا جسے اب حضرت ابن عمرؓ بھی روایت کرتے تھے۔ اس قسم کی کچھ اور بھی مثالیں

ہیں جن کے سہارے یہود و نصاریٰ نے حضرت ابوہریرہؓ کی برگزیدہ شخصیت کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے اور علمِ پیغمبر کے اس امینِ عظیم کے خلاف وہ کچھ منسوب کیا کہ الامان والحفظ۔

مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ خود برطانوی استعمار کی پیداوار تھا اس لیے اس نے بھی ضروری سمجھا کہ حضرت ابوہریرہؓ کی شخصیت کو مجروح کرے۔ حضرت ابوہریرہؓ اس بات کے قائل تھے کہ یہود و نصاریٰ کا استیصال علاماتِ قیامت میں سے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر یہود و نصاریٰ دونوں قومیں مُسلمان ہو جائیں گی۔ پھر قیامت کا بگل بجے گا۔ صور پھونکا جائے گا اور دنیا کی صفِ لپیٹ دی جائے گی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو یہود و نصاریٰ کا یہ استیصال منظور نہ تھا بڑی دریدہ دہنی سے اس نے حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا۔ لکھتا ہے۔

”ابوہریرہؓ کہتا ہے کہ یہود کا استیصال بکلی ہو جائے گا۔ اور یہ سراسر مخالف قرآن شریف ہے جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابوہریرہؓ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔“

مرزا غلام احمد قادیانی صرف قول ابوہریرہؓ کو ہی ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینکتا اس کا تمام ذخیرہ احادیث کے متعلق یہ عقیدہ تھا
مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

”ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

حضرت ابو ہریرہؓ کی بات ————— مرزا غلام نے اپنے اسی مفروضہ پر رد کی ہے اور اس کے لئے بڑی بے باکانہ زبان استعمال کی ہے جو مرزا غلام کی مسلمی شرافت کی ذمہ داری تصور ہے۔ پھر مرزا غلام احمد اسے صرف اپنا تقاضا ہی نہیں کہتا محدثین پر بھی ہتھان باندھتا ہے۔ لکھتا ہے:

”محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور ہم اور روایت کے متعلق ہیں اکثر ابو ہریرہؓ ان کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے۔ اور غلطی کرتا ہے اور مستم امر ہے کہ ایک صحابیؓ کی رائے شرعی حجت نہیں ہو سکتی۔“

حنیمہ براہیمیں الرحمہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بالکل جھوٹ ہے محدثین نے ایسا کوئی ضابطہ نہیں کیا نہ کہیں یہ اپنا حاصل مطالعہ بیان کیا ہے اس کے برعکس حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات کی پوری صفائی پیش کرتے ہیں مبادا کسی کے دل میں حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں کوئی بے ادبانہ خیال آجائے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

كان من اوعية العلم ومن كبار ائمة الفتوى

مع الجلالة والعبادة والتواضع مذكره الحفاظ المصنف

ترجمہ۔ آپ علم کا ایک خزانہ تھے ان ائمہ کبار میں سے تھے جو فتویٰ دینے کے اہل تھے اس کے ساتھ آپ کی بزرگی، عبادت اور انکساری بھی ممتاز تھی۔

اب آپ جی غور کریں کہاں محدثین کی یہ روش اور کہاں مرزا غلام احمدؓ دینی کی غلط بیانی کہ محدثین یہ ثابت کرتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ اکثر غلطی کرتے ہیں مرزا غلام احمدؓ

اپنی خانہ ساز نبوت کے لئے جس طرح اسلام کے ہر پہلو پر تاویل و الحاد کے پہنچے آزمائے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کرمیہ بھی اس کے پختہ استبداد سے محفوظ رہ سکی علماء اسلام نے جس طرح اسلام کی دوسری نظریاتی سرحدوں کے گرد حفاظت کا پہرہ دیا ضرورت تھی کہ سیرت ابی ہریرہؓ پر بھی علماء حق کی طرف سے کوئی دفاعی کام کیا جائے۔

مرزا غلام کہتا ہے کہ ابو ہریرہؓ فہم فشران میں ناقص تھا اور ولایت اور فہم سے بہت کم بھڑکھٹا تھا۔ سو ضرورت ہے کہ ان کے فہم فشران اور تفقہ فی الدین پر کچھ باتیں تفصیل سے کہی جائیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ اور فہم الفشران: ہر حدیث کی اصل معلوم کرنے کے لئے قرآن میں جھانکنا اپنی لوگوں کا کام ہے جو قرآن پر گہری نظر رکھتے ہوں حدیث کا مطالعہ قرآن کریم کے سائے میں کر سکتے ہوں حضرت ابو ہریرہؓ بھی انہیں ماہرین میں سے تھے جو بعض اوقات حدیث نبویؐ نقل کرنے کے ساتھ ہی اس کی اصل قرآن کریم سے بتا دیتے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما من مولود الا یولد الا فطرته الشیطان ہر بچے کو پیدائش کے وقت شیطان الا ابن مریم و امہ (مسند امام احمد ۳/۳۲) پھیرتا ہے مگر حضرت علیؓ بن مریم اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کو اس کی وجہ قرآن کریم سے مل گئی آپؐ نے فرمایا: اقرءوا ان شئتم ”انی اعیذہا بک و ذریعتہا من الشیطان الرجیم“ (پہلے سورۃ آل عمران ع ۴)

(ترجمہ) اگر چاہو تو قرآن کریم میں اس کی اصل تلاوت کر لو جب حضرت مریم کی والدہ نے یہ تمنا کی تھی کہ اے اللہ میں اس بچے کو (حضرت مریم کو) اور آگے ہو اس کی اولاد ہو شیطان مردود سے بچانے کے لئے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

کتنا لطیف مضمون ہے اس دُعا میں اور اس کے نتیجہ میں کیا نفیس رابطہ ہے جو حضرت ابوہریرہؓ نے غوراً بھانپ لیا اور حدیث نبویؐ کی اصل قرآنی آیت سے واضح کر دی آپؐ آنحضرت صلی اللہ سے یہ حدیث بھی روایت کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تفضل صلوة الجميع صلوة احدكم محدلة تخمس وعشرين جزءا
وتجمع ملكة الليل وملكة النهار في صلوة الفجر (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۵۱)
(ترجمہ) تم میں سے ہر شخص کی نماز باجماعت اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ہے رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ حدیث پڑھنے کے بعد حضرت ابوہریرہؓ نے قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی اور اس حدیث کی اصل قرآن کریم سے سب سے لا کر رکھ دی صحیح بخاری میں ہے کہ آپؐ نے اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرمایا۔

ثم يقول ابوهريرة اقرروا ان قرآن الفجر كان مشهودا۔
(پ ۱۵ بنو اسرائیل ص ۹)

(ترجمہ) پھر حضرت ابوہریرہؓ نے کہا چاہو تو قرآن کریم سے یہ آیت پڑھ لو کہ جنس میں جو قرآن پڑھا جائے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے فہم القرآن کی ایک اور مثال: حضرت ابو ہریرہؓ کس طرح قرآن اور حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں اس کی دو مثالیں آپ کے سامنے آجکیں اب ایک اور مثال ملاحظہ کیجیے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عیسیٰ بن مریمؑ تم میں ضرور اتریں گے حکم ہو کر عادل ہو کر صلیب توڑیں گے۔ خنزیر کا کھلایا جانا بند کر دیں گے لڑائیوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا مال اتنا زیادہ ہو گا کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہو گا ایک بچہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہو گا۔“ (صحیح بخاری جلد ۱ ص ۴۹ مسند امام احمد ص ۴۹)

حضرت ابو ہریرہؓ نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد اس پر یہ آیت پڑھی اور فرمایا: **فَأَسْرَأُوا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته** (پٹ النساء ع ۲۴)

(ترجمہ) اگرچہ ہو تو اس کی تصدیق کے لئے، قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ لو ”اور اہل کتاب میں سے کوئی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ ضرور ایمان لے آئے گا“ عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے۔

اب دیکھ لیجیے کیا تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر ایمان لا چکے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں انہیں خدا کا فرستادہ نہیں مانتے انکی والدہ طاہرہ پر طرح طرح کے ہمتان باندھتے ہیں عیسائی گوان پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں مگر انہیں ان ان اور خدا کا رسول نہیں مانتے انہیں خداوند یسوع اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں اب آپ ہی دیکھیں اہل کتاب میں سے کس کا ان پر ایمان ہوا؟ کسی کا نہیں صرف

مسلمان ہیں جو انہیں بشر اور خدا کا رسول مانتے ہیں۔ اب قرآن کریم کی پیشگوئی پر نظر رکھیے
فرمایا اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر یہ کہ ضرور ایمان آئے گا۔ حضرت عیسیٰ پر ان کی
موت سے پہلے — اب جب ہم دیکھتے ہیں کہ اہل کتاب اپنے اپنے کیمپ
میں اسی طرح ڈٹے ہوئے ہیں اپنے کفر پر قائم ہیں حضرت عیسیٰ پر صبح ایمان نہیں
رکھتے تو یہ ملنے سے چارہ نہیں کہ ابھی تک حضرت عیسیٰ پر موت نہیں آئی۔ ان
کی موت کا دنیا میں نشان یہ ہوگا کہ سب اہل کتاب ان پر ایمان لا چکے ہونگے
اس سے پہلے وہ ہرگز فوت شدہ نہیں ہیں

حضرت ابوہریرہؓ کا نزول مسیح کی حدیث روایت کر کے اس پر یہ آیت
پڑھنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ قرآن کریم پر ان کی کتنی گہری نظر تھی احادیث کو
فترآن کی طرف لوٹانا اور دونوں میں مصنون کی وحدت پالینا ان کے علم قرآن
اور ان کی دقت نظر کی نہایت روشن مثالیں ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے سورۃ نسا کی اس آیت میں قبل موتہ کی تفسیر حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی ہے ضعیف تاویل کے مطابق کتابی کی طرف نہیں۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جو اپنی صدی کے مجدد تھے اپنے
ترجمہ فترآن میں حضرت ابوہریرہؓ کے اسی ترجمہ کو باقی رکھا ہے مرزا غلام احمد
کو چاہیے تھا کہ جب ایک مجدد وقت نے حضرت ابوہریرہؓ کی پوری تائید کی ہے
وہ بھی حضرت ابوہریرہؓ کے اس فیصلے کا احترام کرنا اور تاحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
آسمان پر زندہ تسلیم کرنا۔ مگر افسوس کہ وہ حضرت ابوہریرہؓ کے خلاف یوں
زبان دراز ہوا۔ ”بعض نادان صحابیؓ نے کورایت سے کچھ حصہ نہ متحاوہ

بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں“
(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۲)

”ابوہریرہ کا قول قرآن اور حدیث دونوں کے خلاف ہے۔
فلا شک انہ باطل ومن تبعہ فانه مفسد بطل“

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۳۵)

اسن تیغ در میان کن! مسلمانو! کیا اس شخص نے حضرت ابوہریرہ کو کھلی
گالی نہیں دی؟ کیا ان کی شرافت یہاں سرخ کر نہیں رہ جاتی کہ علمی اختلاف
کو اس بازاری زبان میں ذکر کیا جائے؟ پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے تو یہاں
تک لکھا ہے کہ محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور فہم اور وراثت کے متعلق ہیں
ابوہریرہ الشران کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے (استغفر اللہ العظیم)

اب آئیے دیکھیں محدثین نے حضرت ابوہریرہ کے اس موقف پر کہ
قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہے کیا تبصرہ ہے حضرت امام نووی
(۷۴۷ھ) قرون وسطیٰ کے کبار محدثین میں سے ہیں آپ اس پر کھتے ہیں:

ففيه دلالة ظاهرة على ان مذهب الجي هيريّة
في الآية ان الضمير في موته يعود الى عيسى عليه السلام
(شرح صحیح مسلم جلد ۱ ص ۸۷)

(ترجمہ) اس آیت میں غالب دلالت یہ ہے کہ ابوہریرہ کے مذہب میں
فی موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف لوٹتی ہے (یعنی حضرت عیسیٰ کی موت
سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائے ہوئے ہوں گے)۔

نے خطا کی تو کون غضب آگیا۔۔۔ (ازالہ ادہام) ۲۲۱ قطع صغیر ص ۵۹۶
 دیکھئے قادیانی کس طرح ہاتھ دھو کر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑے
 ہوئے ہیں اس کا آپ اندازہ کریں ہم اس پر فالی اللہ المشتکی وهو السميع العليم
 کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں

حضرت ابوہریرہ مجتہد صحابہ کی حیثیت سے بر حضرت عبداللہ
 بن سلام علیہ السلام اہل کتاب میں سے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں
 سے تھے پھر مشرف بالاسلام ہوئے آپ کی علمی عظمت علماء میں مستم ہے آپ
 نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ جمعہ کی جو گھڑی دعا کی قبولیت
 کی ہے وہ جمعہ کے دن آخری ساعت ہوتی ہے حضرت ابوہریرہ نے فورا کہا
 یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حدیث میں اس گھڑی کے بارے میں بتلایا گیا ہے کہ
 مومن کامل پر وہ گھڑی نماز کی حالت میں آتی ہے اور دن کے آخر پر یعنی
 عصر کے بعد، غروب سے پہلے تو نماز کا وقت نہیں ہوتا

لا یصادفہا عبد مسلم وهو یصلی فیہا (رواہ انسائی مشکوٰۃ)
 حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،
 اَلَمْ یَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِّنْ جُلُسٍ مَّجْلِسًا یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ
 فَہُوَ فِی صَلٰوۃٍ حَتّٰی یَصَلِّی۔

اس پر حضرت ابوہریرہ نے فرمایا بلیا کیوں نہیں، اور حضرت عبداللہ
 بن سلام کی تصدیق فرمادی۔

اس سے پہلے کعب الاحبار جیسے عالم سے بھی حضرت ابوہریرہ کی کوہ طور

طور پر بحث ہو چکی تھی اب وہ حضرت عبداللہ بن سلام سے بحث کر رہے ہیں اور بہت بات پراٹھا رہے ہیں اب آپ ہی عذر نہ مانیں کہ یہ انداز گفتگو کیا ایسے شخص کا ہے جو روایت سے خالی ہو یا وہ ایک عالم کے طور پر دوسرے کی روایت پر معارف نہ پیش کر رہے ہیں اور جب ان کے سامنے ایک صورت تطبیق پیش کی گئی انہوں نے اسے فوراً تسلیم کر لیا کہ جس طرح نماز کی ایک صورت حقیقی ہے ایک حکمی بھی ہوتی ہے وہ نماز جس میں انسان کسی سے کلام کرے تو نماز جاتی ہے حقیقی نماز ہے اور جب وہ ایک نماز پڑھ کر دوسری کے انتظام میں بیٹھا ہے تو یہ حکمی نماز ہے جو کسی دوسرے شخص سے ہم کلام ہونے سے نہیں ٹوٹتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ علمائے ظاہرین میں سے ہوتے تو خزا کہتے آپ نے وہو یصلی فیہا کا ترجمہ قیاس سے کیا ہے ہم اس فقرہ کو نہیں مانتے لیکن آپ نے اسے فوراً تسلیم کیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مجتہد صحابہؓ میں سے تھے نقل روایت کے سوا بھی آپ سے مسئلے پوچھے جاتے تھے۔ آپ اپنے عصر کے مفتی بھی تھے اور فتوے دیتے تھے۔ آپ نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی کہ جس نے نماز پڑھی اور اس نے اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص رہی اس پر حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا اننا نکون وراء الامام ہم تو امام کے پیچھے ہوتے ہیں آپ نے فرمایا اقتربھا فی لفک مقتدی ہونے کی حالت میں فاتحہ اپنے جی

میں پڑھ لیا کرو۔
اہل علم کلام نفسی اور کلام لفظی کے فروع سے واقف ہیں قرآن کریم غیر مخلوق

ہے کلام نفی کے پہلو سے رہا انسان کا لفظ بالقرآن تو اس باتیں کئی تشریحات کی گئی ہیں۔۔۔۔۔ اس وقت بحث اس مسئلہ خلق قرآن سے نہیں۔۔۔۔۔ اس وقت یہ بتلانا مقصود ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کس وقت نظری سے مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ حل کر گئے فرمایا کہ اس کی سورۃ فاتحہ کے کلمات پر پوری توجہ ہونی چاہیے تاکہ وہ اللہ رب العزت کے جواب کا اعزاز پاسکے اس کا کہنا ان فی پہلو سے کلام نفی ہو اور رب العزت کا جواب اس کی شان کے مطابق اس کا کلام نفی ہو۔۔۔۔۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ درایت سے خالی تھے مرزا غلام احمد نے آپ کے بارے میں جو کہا ہے ایک لغو کلامی سے زیادہ اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

نوٹ، حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل کے اس سوال پر کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے یا نہ؟ اس دوسری حدیث سے دیکھنا خدا اور بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے۔۔۔۔۔ بندہ اپنی بات کہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا جواب دیتے ہیں، استدلال کیوں کیا اور سورۃ فاتحہ جی میں پڑھنے کی صورت کیوں تجویز کی؟ ان کے علم میں اس باب میں اگر کوئی صریح حدیث ہوتی تو وہ اُسے ضرور پیش فرمائیے موقع بیان پر عدم بیان، بیان عدم کا فائدہ دیتا ہے معلوم ہوا حضرت عبادہ بن صامت والی روایت جسے ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں ان کے علم میں نہ تھی حافظ الامہ حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی مجتہد شخصیت کا اس حدیث سے بے خبر ہونے کا بوجھ ہم حضرت عبادہ بن صامت پر نہیں اس کے پچلے راویوں نافع بن محمد اور محمد بن اسحق وغیرہ پر ڈالتے ہیں۔

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ مجتہدانہ شان میں حضرت عبداللہ بن مسعود، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ یا حضرت عبداللہ بن عباس کے پایہ کے پایہ کے نہ ہوں گے۔ لیکن آپ کی مجتہدانہ بصیرت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بعض کتب اصول میں جو اُنکے مجتہد ہونے کی نفی مذکور ہے۔ اس کا مطالب ان کے اجتہاد کی مطلق نفی نہیں بلکہ یہ کہ وہ اپنے فقہ و اجتہاد میں ان اکابر کے پایہ کے نہ تھے۔

ایک محدث کی حیثیت سے

حضرت ابوہریرہؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میں جناب سے حدیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں اور حضور کا آپ کو قوی حافظہ کی دعا دینا حضرت ابوہریرہؓ کے نظریہ حدیث کو واضح کرتا ہے حدیث آپ کے نزدیک ایک دائمی حجت نہ ہوتی تو آپ کے دامن شوق میں حفظ حدیث کے لئے یہ وسعت آخر کیوں تھی۔ آپ بلاشبہ کثرین حدیث میں سے تھے اس قدر احادیث روایت کرتے کہ سننے والے حیران ہو جاتے اس سے یہ مطلب لینا کہ لوگوں کو آپ کے صدق روایت پر شبہ ہونے لگتا ہرگز صحیح نہیں۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں مجھے میرے والد حضرت زبیر نے کہا اس یمانی (ابوہریرہؓ) کو میرے پاس لاؤ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں روایت کرتا ہے میں ابوہریرہؓ کو آپ کے پاس لے کر گیا حضرت ابوہریرہؓ نے احادیث سنائی شروع کیں حضرت زبیر کہتے جاتے یہ صحیح ہے۔ یہ واقعہ کے مطابق نہیں یہ صحیح ہے یہ مطابق واقعہ نہیں

صدق کذب صدق کذب میں نے والد صاحب سے اس کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا۔

یابنی امان یکرک سمع هذه الاحادیث من رسول الله
صلی الله علیه وسلم فلا اشك ولكن منها ما يضعه علی
مواضعه ومنها ما يضعه علی غیر مواضعه

(ترجمہ) اے میرے بیٹے یہ بات کہ ابو ہریرہ نے ان احادیث کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا واقعی سنا ہے میں اس میں شک
نہیں کرتا لیکن آپ حدیث کی جو مراد بتلاتے کبھی بر محل ہوتی کبھی خلاف
محل (میں اسے خلاف واقع کہتا رہا ہوں)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی صداقت و دیانت ہر شبہ سے
بالا ترقی مل مجتہد کی حیثیت سے دوسرے اکابر صحابہ آپ سے کسی بات
میں اختلاف کریں اور کسی میں اتفاق تو ہر مجتہد کو مراد حدیث بیان کرنے
کا حق ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا
”ہم نہیں جانتے کہ یہ بیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تم سے
زیادہ جانتا ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے وہ باتیں کہتا
چلا جاتا ہے جو آپ نے نہ کہی ہوں“ آپ نے فرمایا۔

والله ما نشك انه قد سمع من رسول الله صلى الله

عليه وسلم ما لم نسمع وعلم ما لم نعلم انا كنا

قوماً اغنياء لنا بسواتنا واهلون وكناناً
 رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفي النهار شم
 نرجع وكان هو مسكيناً لا مال له ولا اهل
 وإنما كان يده مع رسول الله صلى الله عليه
 وسلم وكان يدر معه حيث ما دار فما نشك
 انه قد علم ما لم نعلم وسمع ما لم نسمع وقد رواه
 الترمذی بنحوه (البدایہ ج ۸ ص ۱۱۸)

(ترجمہ) ہمیں بخدا اس میں شک نہیں کہ آپ نے حضورؐ سے وہ کچھ سنا
 جو ہم نہ سن سکے اور وہ کچھ جانا جو ہم نہ جان پائے ہم امیر لوگ تھے ہمارے
 گھر تھے اور اہل و عیال تھے ہم حضورؐ کی خدمت میں صبح و شام آتے
 اور پھر لوٹ جاتے اور یہ (ابو ہریرہ) مسکین و ہیں بڑا رہتا اس کا نہ گھر
 تھا نہ اہل و عیال یہ حضورؐ کے دامن سے ہی چمٹا رہتا جہاں آپ جلتے
 وہیں یہ چل دیتا سو ہمیں اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نے وہ کچھ جانا
 جو ہم نے نہیں جانا اور وہ کچھ سنا جو ہم نہ سن سکے۔

حضرت عمرؓ اور روایت حدیث

اہل علم سے مخفی نہیں کہ حضرت عمرؓ کثرت روایت سے روکتے تھے
 آپ کا یہ روکنا ایک حکمت پر مبنی تھا یہ نہیں کہ آپ حجیت حدیث کے
 قائل نہ تھے آپ کی اس روک میں حضرت ابو ہریرہ کی تخصیص نہیں آپ
 نے جب حضرت ابو موسیٰ اشعری کو عراق بھیجا تو انہیں بھی نصیحت فرمائی۔

انك تاتى قومًا لهم فى مساجدهم دوى بالقران
كدوى النحل فدهم على ما هم عليه ولا
تشغلهم بالاحاديث -

(ترجمہ) تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جن کی قرآن خوانی مسجدوں
میں اس انداز میں ہے جیسے شہد کی مکھیوں کا آوازہ انہیں ان کے
اسی حال پر رہنے دینا انہیں احادیث میں مشغول نہ کرنا۔
امام زہری حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔

اقولوا الرواية عن رسول الله الا فيما يعمل به - البزار
(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی قدر روایت کرو جس

کی عمل میں ضرورت ہو۔
اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ان روایات کو زیادہ پھیلنے سے روکتے
تھے جن میں قصص اور آئندہ ہونے والے واقعات کا بیان ہو رہا
احادیث احکام تو آپ ان کی پوری ضرورت کے قائل تھے اور ان کی
روایت سے کسی کو نہ روکتے تھے آپ نے اپنی اسی پالیسی کے تحت
حضرت ابوہریرہؓ کو روکا کہ لوگوں کے اشتغال بالقرآن میں فرق نہ آجائے
اب اس سے نتیجہ نکالنا کہ آپ حضرت ابوہریرہؓ کو ثقہ راوی نہ جانتے تھے
علم و دیانت کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟

شیعہ علماء کی جرح

ایران کے مجوس قدیم سے صحابہ کرام کے خلاف صف آرہا ہیں شیعہ علماء نے یہاں جس

بے دردی سے حق و انصاف کا خون کیا ہے اسے ان کے مولانا محمد علی
سے سینے یہ مفتری اپنی کتاب شیعہ مذہب جلد اول کے دسویں باب
میں لکھتے ہیں۔

حضرت عمر جناب ابوہریرہ کو کاذب و مفتری جانتے تھے اسمعیل
بن عمر بن کثیر شامی المعروف بابن کثیر اپنی تاریخ البدایہ والنہایہ
فی التاریخ الجزء الثامن ص ۱۶۱ در ذیل ذکر واقعات ۵۹ ھ
میں لکھتے ہیں۔

عن السائب بن یزید قال سمعت عمر بن الخطاب
يقول لا بنی ہریرۃ لتترکن الحدیث عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولا لحقتک بارض دوس
سائب بن یزید کہتا ہے کہ میں نے حضرت عمر کو حضرت
ابوہریرہ سے کہتے سنا کہ تو جناب رسول خدا سے احادیث
بیان کرنا چھوڑ دے ورنہ میں تجھے ارض دوس بھجوا دوں گا
اس روایت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ حضرت
عمرؓ کو حضرت ابوہریرہ کی دیانت پر کوئی شبہ تھا وہ تو خود اقرار فرما رہے
ہیں کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں روایت کرتے ہو (یعنی
اپنی طرف سے آپ پر کوئی بات نہیں لگا رہے) لیکن یہ آپ کی پالیسی تھی
کہ لوگوں کو کثرت روایت سے روکتے تھے تاکہ امت کے اشتغال بالقرآن
لا شیعہ مذہب جلد اول المعروف بہ تحفہ جعفریہ ص ۳۱۵ مکتبہ نوریہ جینیہ بلال کنج لاہور۔

میں کسی جہت سے کبھی نہ آئے اور اسی جہت سے آپ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بھی رد کا اس میں حضرت ابو ہریرہؓ کی شخصیت مجرد ہونے کا کوئی پہلو نہیں تھا۔ یہ شیعہ مصنف اس کے بعد لکھتا ہے

”امام اعظم ابو حنیفہؒ اور دیگر فقہاء حنیفہ ابو ہریرہؓ کو متروک و مطعون جانتے تھے“

کاش کہ یہ مفتری شخص مسند امام اعظم کو ہی دیکھ لیتا امام ابو حنیفہؒ اپنے استاد عطار بن ابی رباح کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے کتنی احادیث روایت کرتے ہیں حدیث لا صلوة الا بقراءة آپ نے اسی واسطے سے روایت کی ہے حضورؐ نے سفید شامی ٹوپی پہنی یہ حدیث بھی آپ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ، حضرت ابو ہریرہؓ کی ثقاہت اور دیانت پر پورا اعتماد کرتے تھے۔

بشیر بن سعد کہتے ہیں ہم ابو ہریرہؓ کی مجلس میں ہوتے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی احادیث روایت کرتے اور کعب اجبار سے بھی روایت لیتے جب آپ (حضرت ابو ہریرہؓ) چلے جاتے تو میں بعض ان لوگوں سے جو ہمارے ساتھ اس سبق میں بیٹھے ہوتے تھے یوں سنتا کہ وہ حضورؐ کی احادیث کعب کے نام سے اور کعب کی روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے روایت کر رہے ہیں۔ بشیر بن سعید کہتے اللہ سے ڈرو اور حدیث کو اچھی طرح یاد رکھو

امام اعظم ملا محمد شرح سنن الامام للملا علی قادی مطبع محمدی لاہور ۱۸۸۵ء

اب اس مفتری کی عبارت دیکھئے وہ اس حوالے میں کس طرح خیانت کرتا ہے اور جو قصور نچلے مجہول راوی کا ہے اسے کس بے دینی سے حضرت ابوہریرہؓ کے ذمہ لگاتا ہے موصوف لکھتا ہے۔

بشیر بن سعید کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے تھے اور ہمارے سامنے ابوہریرہؓ کعب کی باتیں رسول خدا کا قول کہہ کر بیان کر رہے تھے اور رسول خدا کی احادیث کو اقوال کعب ظاہر کر رہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ کعب کے اقوال جناب رسول خدا پر تھوپ دیتے تھے اور جو احادیث رسول خدا کی ہوتی تھیں وہ اقوال کعب کہہ کر بیان کرتے تھے دیکھو تاریخ ابن کثیر الجزء الثامن ص ۱۰۹ - شیعہ مذہب مذکور جلد ۱ ص ۳۱۸

تاریخ ابن کثیر کی عربی عبارت یہاں ملاحظہ فرمائیں اس کا ترجمہ ہم اوپر دے آئے ہیں آپ اس عبارت پر بھی غور کریں اور اس شیعہ مفتری کے کذب و خیانت کی بھی داد دیں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

لقد رأيتنا نجالس ابا هريرة في حديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحدثنا عن كعب الاحبار ثم يقوم فاسمع بعض من كان معنا يجعل حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كعب وحديث كعب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي رواية يجعل ما قاله كعب

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وما قاله

رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كعب - فالتقوا

الله وت حفظوا في الحديث - البداية والنهاية ج ۸ ص ۱۱۸

یہ وہ عبارت ہے جس کا ترجمہ ہم اس شیعہ مصنف کے حوالے سے پیش کر آئے ہیں کجایہ عبارت کجاوہ ترجمہ اس خائن مصنف نے تو یہاں ابن سبا کے بھی کان کاٹ لئے ہیں۔

اہل سنت کے ہاں صحابہ سب کے سب عادل ہیں اور ان کی مرسلات بلا اختلاف حجت ہیں حضرت ابو ہریرہؓ اگر کوئی ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے کعب اجبار کے واسطے سے سنی ہو اور پھر اسے بلا واسطہ حضورؐ سے نقل کر دیں تو مرسلات صحابہ کی جہت سے اس میں کوئی عیب نہ تھا مگر یہاں تو یہ عمل کسی پخلے راوی کا ہے افسوس شیعہ لوگ یونہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

شریح کھیلنے کا الزام

اس مؤلف نے آپ پر شریح کھیلنے کا الزام بھی لگایا ہے معترض کو اس بات کی وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ کون سا شریح حرام ہے اور کون سا نہیں پھر دوسری صورت میں یہ مباح ہو گیا یا مکروہ اور اگر مکروہ ٹھہرے تو یہ تنزیہی ہو گیا یا تحریمی — افسوس کہ معترض نے کسی قسم کی تفصیل میں جائے بغیر سے مطلقاً حرام بتلایا اور پھر بغیر کسی معتمد

سند کے یہ الزام بڑے آرام سے حضرت ابو ہریرہؓ پر اتار دیا۔
 المعترض کا لامعی کی مثال شاید ہی کسی پر اس سے زیادہ منطبق اُتری ہوگی۔
 یاد رکھیے شطرنج تاش کی طرح ایک کھیل ہے جو کبھی رقم لگا کر کھیلا
 جاتا ہے اور کبھی ویسے ہی دل بہلانے کے لئے۔ پہلی صورت بلاشبہ
 حرام ہے اور اس سے بچنا فرض ہے یہ جو اب سے جسے اسلام نے حرام
 قرار دیا ہے اگر بغیر رقم لگائے کھیلیں تو یہ مباح اور مکروہ تنزیہی میں
 دائر ہوگا کبھی حالات اور خیالات اسے مباح رکھیں گے اور کسی کے
 حالات کے تحت یہ مکروہ تنزیہی ٹھہرے گا۔ علامہ دمیری لکھتے ہیں۔

لعِب الشطرنج مکروہ کراہۃ تغزیہہ قیل
 حرام وقیل مباح والاول اصح حیوۃ الحيوان جلد ۲ ص ۱۲۴
 معترض نے نہایت ابن اثیر سے جو حوالہ نقل کیا ہے وہ اس عبارت
 سے شروع ہوتا ہے۔ وفي حديث بعضہم یہ بعض کون ہیں؟
 وہ کس سند سے کہتے ہیں کہ آپ شطرنج کھیلتے تھے دونوں باتیں مہفوظ
 پر دے میں ہیں اور یہ بات تو کسی شخص نے درجہ ضعیف میں بھی نہیں
 کہی کہ آپ رقم لگا کر شطرنج کھیلتے تھے (معاذ اللہ) معترض نے امام
 ابو حنیفہ اور امام مالک کے اسے حرام کہنے کے جو فتوے نقل کئے
 ہیں وہ اس شطرنج کے بارے میں ہیں جو عوض ٹھہرا کر کھیلا جائے۔
 اس کے بغیر اسے مرد سے زیادہ بُرا قرار دینا یہ بات اب تک کسی
 عالم نے نہیں کی۔ علامہ دمیری ص ۱۲۵ پر لکھتے ہیں۔

اذالم یکن مشتملاً علی عوض فلم نعلم ان احداً

من العلماء قال انه فی هذه الحالة من النردیہ

ایک لطیفہ — معترض نے حضرت ابوہریرہؓ پر اعتراض کرتے ہوئے علامہ دیمیری کی حیوۃ الحيوان کا حوالہ دیا ہے مگر عبارت نقل نہیں کی شیعہ معترض کی اس میں کیا مصلحت تھی؟ وہ حضرت ابوہریرہؓ کے بعد دوسرا نام تھا یہ کون بزرگ تھے جو حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ شطرنج کھیلتے تھے انہیں آپ اس عبارت میں خود دیکھ لیں ہم نام لیں تو شاید کسی کو شکایت ہو وہ عبارت یہ ہے۔

وَرَوَى الصَّوَلِي فِي جُزْءٍ قَدْ جُمِعَ فِي الشَّطْرَنْجِ

ان اباہریرۃ وعلی بن الحسین زین العابدین

وسعید بن المسیب..... كانوا يلعبون الشطرنج

اب یہ فیصلہ شیعہ حضرات کریں کہ امام زین العابدینؓ شرط لگا کر

شطرنج کھیلتے تھے یا بغیر شرط لگائے۔ جو جواب وہ امام زین العابدینؓ

کی طرف سے دیں گے وہی وہ ہماری طرف سے حضرت ابوہریرہؓ

کے بارے میں سمجھ لیں امام زین العابدینؓ اگر ان کے ہاں شطرنج

کھیلنے کے باوجود امام معصوم ہو سکتے ہیں تو حضرت ابوہریرہؓ اس

کے ساتھ کیا ایک عادل راوی بھی نہیں ہو سکتے۔ یہ جواب اس

صورت میں ہے کہ آپ سے شطرنج کھیلنا اگر کسی صحیح سند سے

ثابت ہو جائے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ کسی سند سے ثابت نہیں۔

آپ حضور کے سامنے حدیث نہ لکھتے تھے

یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے حضور کے یہاں حدیث لکھنی شروع نہ کی تھی پروانہ شمع رسالت کے سامنے کب تختیوں اور کاغذات کی طرف متوجہ ہو سکتا تھا آنکھوں میں جلوہ رسالت اور کانوں میں آقا کی آواز کب قلم اٹھانے کا موقع دیتے حضرت عبداللہ بن عمر و ایک بڑے جرنیل کے بیٹے تھے ہمت کر کے کچھ لکھ لیتے لیکن اس شیفتہ و بار بار لت کو یہاں لکھنے کا چارہ نہ تھا یہ بالکل اسی طرح سمجھیے جس طرح حضرت بلالؓ حضور کے بعد اذان نہ دے سکتے تھے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی یاد سے حدیث لکھنی شروع کی یہاں تک کہ آپ کے پاس بڑے بڑے دفاتر جمع ہو گئے جب کبھی کسی حدیث کے بارے میں لفظ یا سند کا کوئی اختلاف ہوتا آپ ان دفاتر حدیث کی طرف رجوع کرتے جو آپ کے پاس رکھے ہوتے تھے۔ ابو صالح السمان کہتے ہیں ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔

لا اعرِف احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احفظ لحدیث منی تذکۃ الحفاظ ص ۳۲
مجھے پتہ نہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی مجھ سے زیادہ حدیث کو یاد رکھنے والا ہو۔

آپ کی محدثانہ شان دیکھئے آپ سے آٹھ سو کے قریب شاگردوں نے روایات لیں ممتاز شاگردوں میں ہمام بن منبہ (۱۳۲ ھ) حضرت

سید بن المسیب (۵۹۲) امام المفسرین حضرت مجاہد (۱۰۰ھ) علامہ شعبی (۱۰۳ھ) امام ابن سیرین (۱۱۰ھ) امام عطار بن ابی رباح استاذ امام ابی حنیفہ (۱۱۵ھ) اور عروہ بن زبیر (۹۲ھ) زیادہ معروف ہیں آپ کے تلامذہ نے آپ سے ساڑھے پانچ ہزار سے زائد احادیث روایت کی ہیں امام بخاریؒ کو آپ کی جو احادیث پہنچیں آپ نے ان ہی سے ساڑھے چار سو احادیث کو اپنی شرطوں کے مطابق صحیح بخاری میں جگہ دی صحیح مسلم میں امام مسلم کی شرطوں کے مطابق ان کی روایات پانچ سو ہیں۔

مسلمانوں کو دیگر اقوام کے مقابلہ میں اپنے علم حدیث پر ناز ہے یہ دولت اور کسی قوم کے پاس نہیں کہ وہ اپنے پیشوا کے ایک ایک لفظ ایک ایک عمل اور ایک ایک ادا کو اس شیفتگی سے محفوظ کئے ہوئے ہوں لیکن ہم یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ علم حدیث خود حضرت ابوہریرہ پر ناز کرتا ہے۔

ابوہریرہ دہ بار رسالت میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت ویسے تو تمام صحابہ کرام پر تھی لیکن عشق و دارفتگی میں جو حضرات سب سے آگے بڑھے نظر رسالت ان سب کو پہچانتی تھی حضور کا ان سے انداز کلام اس طرح پر تھا کہ بار بار ان کا نام لے کر ان سے بات کرتے یہ بار بار نام لینا خود ایک انداز محبت سے ہوتا تھا دہ بار رسالت میں محبت کی یہ کرنیں جس ممتاز انداز میں حضرت ابوہریرہ پر پڑتیں یہ اپنی مثال آپ ہیں حضرت ابوہریرہ کے بعد یہ انداز

خطاب کسی سے رہا تو وہ سیدنا حضرت علیؓ مرتضیٰ تھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کہ یہ بطور مفسر قرآن کے بطور مجتہد عالی شان کے اور بطور محدث فائق الاقران کے آپ کے سامنے ہے دربار رسالت میں آپ کی ہمہ وقت حاضری اور نظر رسالت میں شان قبولیت یہ ان کمالات پر ایک نعمت مستزاد ہے آپ کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے مستشرقین نصاریٰ قادیانی زنادقہ اور ملاحدہ شیعہ نے جو جو ظلم کئے وہ بھی آپ کے سامنے ہیں اس مقدمہ میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم ہر ایک جال کو یہاں تار تار کریں۔ تاہم ضرورت کے مطابق ہم نے ہر نشانہ باز کی کچھ نہ کچھ نشانہ ہی کہہ دی ہے اور واضح کیا ہے کہ آپ کی شخصیت اس یلغاد میں کس قدر مظلوم ہے۔ عزیز محترم حافظ محمد اقبالؒ رنگونی لائق تبریک ہیں کہ انہوں نے آپ کی سیرت پر قلم اٹھایا اور آپ کے تعارف میں جو مواد اسفار غنیمہ میں منتشر تھا اس کو یکجا کر کے تشنگان علم حدیث کو ایک نئی جلا بخشی فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ راقم الحروف نے اس مقدمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے چالیس ارشادات لکھ دیئے ہیں جو آپ نے خاص حضرت ابو ہریرہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمائے اور جو شخص ان چالیس ارشادات کو پڑھے یا دوسروں کو سنائے امید ہے وہ ان چالیس ارشادات نبوت کی حفاظت کے صلہ میں علماء میں مقام پائے۔

(خالد محمود رضا اللہ عنہ)

فتوحات مکہ کے آخر میں یہ روایات لکھی ہیں جن میں آپ نے پہلے حضرت ابو ہریرہ کا نام لے لے کر انہیں بارانِ کرم سے نوازا۔ پھر حضرت علیؓ کی روایات لائے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان روایات کو اس خاص انداز میں یہاں نقل کریں کہ ہمارے قارئین دیکھ سکیں کہ دربارِ رسالت میں حضرت ابو ہریرہ کس ادائے محبت سے بلائے اور فیضیاب کے جلتے تھے

اربعین ابو ہریرہ

آنحضرتؐ نے آپ کا نام لے لے کر فرمایا اے ابو ہریرہ سن لے

۱۔ یا ابا ہریرہ اذا توضأت فقل بسم الله والحمد لله
فان حفظتك لاتزال تكتب لك حتى تفرغ من
ذلك الوضوء۔

اے ابو ہریرہ جب تو وضو شروع کرے تو بسم اللہ پڑھ اور الحمد للہ کہہ
لے تیرے محافظ فرشتے اس وقت تک تیری نیکیاں لکھتے رہیں گے جب
تک تو اس وضو سے فارغ نہ ہو جائے۔

۲۔ یا ابا ہریرہ اذا اكلت طعاما دسما فقل بسم الله
والحمد لله فان حفظتك لاسدريج تكتب لك
حتى تنبذ عني۔

اے ابو ہریرہ جب تو اچھا کھانا کھائے تو بسم اللہ پڑھ لیا کہ اور
الحمد للہ کہہ لے تیرے محافظ فرشتے تیری نیکیاں لکھنے میں برابر مصروف
رہیں گے جب تک تو وہ کھانا سامنے سے نہ اٹھوا لے۔

۱۔ یا ابا ہریرۃ اذا غشیت اهلك او ما ملکت یمینک
فقل بسم الله والحمد لله فان حفظتک تکتب لک
حسنات حتی تغتسل من الجنابة وناذا
اغسلت من الجنابة غفر لک ذنوبک یا
ابا ہریرۃ فان کان لک ولد من تلک الوقعة
کتب لک حسنات بعدد نفس ذالک الولد و
عقبہ۔

اے ابو ہریرہ جب تو اپنی بیوی یا جن کے تم مالک ہوئے کے
پاس جائے تو کہہ بسم اللہ اور الحمد للہ تیرے محافظ فرشتے تیرے
لئے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تو غسل جنابت سے فارغ
ہو اور جب تو غسل جنابت سے فارغ ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے
سب گناہ معاف کر دیئے۔ اے ابو ہریرہ تمہارے اس عمل سے اگر
تمہیں فرزند نصیب ہو تو تمہیں اس کے زندگی بھر کے سانسوں کے
برابر اور اس کی جو آگے ذریت ہو ان کے سانسوں کے برابر نیکیاں
دی جائیں گی۔

۲۔ یا ابا ہریرۃ اذا رکبت دابة فقل بسم الله والحمد
لله تکتب من العابدین حتی تنزل من ظہرہا۔
اے ابو ہریرہ جب تو کسی سوار پی سوار ہو تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ لیا
کہ جب تک تو اس پی سوار رہے گا تیرا نام عابدین میں شمار ہوتا رہے گا۔

۵ یا ابا ہریرۃ اذا رکت السفینۃ فقل بسم اللہ
والحمد للہ تکتب من العابدین حتی تخرج منها
اے ابو ہریرہ جب تو نکستی پر سوار ہو تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ لیا
کہ جب تک تو اس میں رہے تو عابدین میں شمار ہوگا۔

۶ یا ابا ہریرۃ اذا البست ثوباً جدیداً فقل بسم اللہ
والحمد للہ تکتب عشر حسنات بعدد کل
سلك فیہ۔

اے ابو ہریرہ جب تو کوئی نیا کپڑا پہنے تو بسم اللہ اور الحمد للہ
کہہ لیا کہ اس کپڑے کے ہر تار کے بدلے تیرے نام نیکیاں لکھی
جائیں گی۔

۷ یا ابا ہریرۃ لا یہابنک ما ملکک یمینک فانک
ان مت وانت کذا لک کنت عند اللہ وجیہاً۔
اے ابو ہریرہ تیرا غلام تجھ سے ہیبت کھایا نہ رہے (مربوب ہو کر
نہ رہے) تیری وفات اسی حال پر ہو تو اللہ کے ہاں ذی وجاہت لوگوں
میں (مفززین میں) اٹھایا جائے گا۔

۸ یا ابا ہریرۃ لا تہجر امرءک الا فی بیتہا ولا
تضربہا ولا تشتمہا الا فی امردینہا فانک
ان کنت کذا لک مشیت فی طرقات الدنیا و
انت عتیق اللہ من النار۔

اے ابوہریرہ اپنی عودت سے اس کے گھر کے سوا کنارہ کشتی نہ کرنا
 نہ کبھی اسے مارنا نہ اسے کبھی گالی دینا ہاں اس کے دین کے لئے تو
 کچھ سختی کرے تو اور بات ہے اگر تو اس حال میں ہو تو تو دنیا میں چلت
 پھرتا وہ شخص ہے جو نار بہنم سے آزادی پا چکا۔

۱ یا اباہریرہ احملاذی عنہن ہواکبر منک و
 اصغر منک وخیر منک وشر منک فانک ان
 کنت کذلک باہی اللہ بک الملائکۃ ومن
 باہی اللہ بہ الملائکۃ جاء یوم القیامۃ امن
 من کل سوء۔

اے ابوہریرہ اپنے سے بڑے چھوٹے اچھے اور برے کی سختی
 سہہ جا تکلیف برداشت کر تو اس حال میں رہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں
 میں تجھ پر فخر کریں گے اور اللہ تعالیٰ جس پر فرشتوں میں فخر کریں وہ
 قیامت کے دن ہر برے انجام سے مامون رہے گا۔

۱ یا اباہریرہ ان کنت امیرا او وزیر امیرا و
 داخلا علی امیرا او مشاورا امیرا فلا تجاوزن
 سیرتی وسنتی فانہ ایما امیرا او وزیر امیر
 او داخلا علی امیرا او مشاورا امیرا خالف سیرتی

وسنتی جاء یوم القیامۃ تاخذہ النار من کل مکان
 اے ابوہریرہ تو امیر ہو یا اس کا وزیر اس کا جلیس ہو یا اس کا مشیر

میرے طریقے اور میری سنت سے کبھی تجاوز نہ کرنا جس امیر یا وزیر نے
یا اس کے جلس یا اس کے مشیر نے میرے طریقے اور سنت سے
تجاوز کیا قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ ہر طرف سے آگے
پیٹی ہوگی۔

۱۱ یا ابا ہریرۃ عدل ساعہ خیر من عبادۃ ستین

سنت قیام لیلہا وصیام نہا رہا۔
اے ابو ہریرہ ایک گھڑی کا انصاف ساٹھ سال کی عبادت جس
میں ہر رات قیام اور ہر دن روزہ رہنے سے بہتر ہے۔

۱۲ یا ابا ہریرۃ قل للمؤمنین الذین اصابوا الصغائر

لا یمیت احد منهم وهو مصر علیہ فانه

من لقی ربہ عز وجل علی ذلک وهو مصر

علیہا فان عقوبتہا یعنی الصغیرہ کعقوبۃ من

لقی اللہ علی کبیرۃ وهو مصر علیہا۔

اے ابو ہریرہ صغیرہ گناہوں کے مرتکب مومنوں سے کہہ دو کہ

ان میں سے کوئی ان گناہوں پر اصرار کرتا نہ مرے جو شخص ان گناہوں

پر اصرار کرتا اپنے رب کو ملے گا یعنی صغیرہ پر تو اسے ایسی پکڑ ہوگی

جیسے کوئی شخص کبیرہ کرتے ہوئے اللہ عز وجل سے ملے اور وہ

اس پر مصر ہو۔

۱۳ یا ابا ہریرۃ لان تلقی اللہ عز وجل علی

كِبَائِرُ قَدْ ثَبَّتَ مِنْهَا خَيْرُكَ مِنْ اَنْ تَلْقَاهُ
وَقَدْ تَعَلَّمْتَ اَيَّةَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
تَعْتَسِلُهَا -

اے ابو ہریرہ تو اللہ عز و جل سے اس طرح ملے کہ تم نے
اپنے کبیرہ گناہوں سے توبہ کر لی ہو یہ تمہارے لئے اس سے بہتر
ہے کہ تم نے قرآن کریم کی کوئی آیت یاد کی ہو اور پھر تو اسے بھول
جائے (یعنی اس سے چھٹکارا مشکل ہے)

۱۴ یا ابا ہریرہ لا تلعن الولاة فان الله ادخل
امة جهنم بلغنهم ولا تلعن

اے ابو ہریرہ ولاۃ امور (حکام) کو بُرا بھلا نہ کہہ اللہ تعالیٰ
نے ایک امت کو اس لئے جہنم میں بھیجا کہ وہ اپنے ولاۃ امور پر
لعنت کرتے تھے۔

۱۵ یا ابا ہریرہ لا تسب شیئاً الا الشیطان فانك
ان مت وانت كذلك صافحتك جميع رسل
الله تعالى و انبياء الله تعالى والمؤمنون حتى
تصير الى الجنة

اے ابو ہریرہ شیطان کے سوا کسی کو بُرا بھلا نہ کہہ اگر تو نے
اس حالت میں وفات پائی کہ تو کسی کو لعنت نہ کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ
کے تمام انبیاء و رسل اور اہل ایمان تم سے مصافحہ کریں گے یہاں

سبک کہ تو جنت کو چل دے۔

۱۴ یا ابا ہریرۃ لا تسب من ظلمک تعط من

الاجر اضعافاً۔

اے ابو ہریرہ جو تجھ پر ظلم کرے اسے بڑا بھلا نہ کہہ تجھے کئی گنا اجر دیا جائے گا۔

۱۵ یا ابا ہریرۃ اشبع الیتیم والارملۃ وکن

للیتیم کالاب الرحیم وللارملۃ کالزوج

العطوف تعط بكل نفس تنفس فی دار الدنیا

قصر فی الجنة کل قصر خیر من الدنیا

وما فیہا۔

اے ابو ہریرہ یتیموں اور بیواؤں کو کھانا اپنی یتیم کنے لئے

باپ کی طرح رحم کرنے والا ہو اور بیواؤں کے لئے مہربان خاوند

کی طرح نیکی کر دنیا میں ہر سانس کے بہ لے جو تو بھیجے تو جنت میں

ایک محل پائے گا ان میں سے ہر ایک محل دنیا و ما فیہا سے بہتر

ہوگا۔

۱۶ یا ابا ہریرۃ امش فی ظلم الیل الی مسجد اللہ

عز وجل تعط حسنات بوزن کل شیء

وضعت علیہ قدمک مما تحب وتکرہ

الی الارض السابعة السفلی یا ابا ہریرۃ

ليكن هأواك المساجد والحج والعمرة
والجهاد في سبيل الله فانك ان مت و
انت كذلك كان الله مونسك في القبر
ويوم القيامة وعلى الصراط يكلمك في
الجنة -

اے ابو ہریرہ رات کی تاریکیوں میں مسجدوں (اللہ کے گھروں)
کی طرف چلا کر تجھے رستے کی ہر چیز جس پر تیرا قدم پڑا پسندیدہ
ہو یا بجلی سا توں زمین تک ناپسندیدہ کسے بدلے نیکیاں دی
جائیں گی۔ اے ابو ہریرہ تیرا ٹھکانہ مسجدوں، حج اور عمرہ میں
اور جہاد فی سبیل اللہ میں رہے گا تو اس حالت میں فوت ہو
اللہ تعالیٰ قبر میں تیرے مونس و غمخوار ہوں گے بل صراط پر بھی
اور جنت میں بھی تجھ سے کلام فرمائیں گے۔

۱۹ یا ابا هريرة لا تنتهر الفقير فتنتهرك
الملئكة يوم القيامة -

اے ابو ہریرہ کسی محتاج کو نہ جھڑکنا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے
دن فرشتے تجھے جھڑک دیں۔

۲۰ یا ابا هريرة لا تغضب اذا قيل لك اتق الله
وانت هممت بسيئة ان تعملها تكن خطيئتك
عقوبتها النار -

اے ابوسریرہ تجھے جب کہا جائے خدا سے ڈر اور تو کوئی
برائی کرنے کا ارادہ کئے ہوئے ہو تو اس کہنے پر غصہ نہ کرنا اس
صورت میں تیری وہ خطا موجب جہنم ہوگی۔

۲۱ یا ابا ہریرۃ من قیل لہ اتق اللہ فغضب
جئ بہ یوم القیامۃ فیوقف موقفا لا
یبقی ملک الامر بہ فقال لہ انت الذی
قیل لہ اتق اللہ فغضب فیسوہ ذلک
فاتق مساوی یوم القیامۃ

اے ابوسریرہ جس شخص کو کہا جائے اللہ سے ڈر اور وہ غصہ میں
آجائے تو اسے برزخ قیامت ایسے مقام پر کھڑا کیا جائے گا کہ ہر
فرشتہ جو دہاں سے گزرے گا اس سے کہے گا "کیا تو وہی شخص ہے
جسے کہا گیا تھا اللہ سے ڈر اور وہ غصہ میں آ گیا تھا" یہ بات اسے
بہت تکلیف دہ ہوگی سو قیامت کی ہولناکیوں سے بچو۔

۲۲ یا ابا ہریرۃ أحسن الی ما خولک اللہ فانہ
من اساء الی ما خولہ اللہ فانہ یرصدہ علی
الصراط فیعلق بہ فکم من مو من یرد من
الصراط للقصاص۔

۱۔ بعض طرق میں او مسأتی ہے یعنی مجھے تکلیف دینے سے بچ۔ اصل
لفظ مساوی ہے یا مسأتی اس میں راوی کو شک گزرا ہے۔

اے ابو ہریرہ ان سے نیکی کہو جن کو اللہ نے تمہارے ماتحت
کہ دیا جو شخص اپنے ماتحت سے اچھا سلوک نہ کرے گا وہ ماتحت
اسے پل صراط پر آئیں گے اور اس سے چھٹ جائیں گے اور کتنے
ہی مومن ہوں گے جو پل صراط سے قصاص کے لئے واپس کر دیئے
جائیں گے۔

۲۳ یا ابا ہریرہ علی کل مسلم صلوة فی جوف
اللیل ولو قد رطب شاة و من صلی جوف
اللیل یرید ان یرضی ربہ عز وجل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقضیٰ لہ حاجة فی
الدنیا والآخرۃ۔

اے ابو ہریرہ ہر مسلمان پر نصف رات کی نماز ہے اگرچہ بکری دہنے
کے وقت کے برابر ہو جو شخص رات کے پیٹ میں نماز پڑھے اور
اس کا ارادہ اللہ عز وجل کو راضی کرنے کا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے مقام
رضا پر فائز کرتے ہیں اور اس کی دنیا و آخرت کی حاجتیں پوری فرماتے
ہیں۔

۲۴ یا ابا ہریرہ ان استطعت ان تلقی اللہ خیف
الظہر من دماء المسلمین و اموالہم و اعراضہم
فا فعل تکن من اول المقربین ولا تتخذن
احداً من خلق اللہ غرضاً فی جعلک اللہ غرضاً

لشَرِّ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

اے ابو ہریرہؓ تو اگر کر سکے کہ اللہ عزوجل کو اس طرح ملے کہ تیری پشت پر مسلمانوں کے خون ان کے مالوں اور ان کی عزتوں کا کوئی بوجھ نہ ہو تو ایسا کر تو اللہ کے اول مقربین میں سے ہو گا اور اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو نشانہ نہ بنا کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن شررِ جہنم کا نشانہ بنا دے۔

۲۵ یا ابا ہریرۃ اذا ذكرت جہنم فاستجربا للہ
منہا ولیبک قلبک منہا و نفسک ویقشعر
جلدک منہا یجیرک اللہ منہا۔

اے ابو ہریرہؓ جب تجھے جہنم یاد آئے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگ اور تیرا دل اور جان اس کے تصور سے روئے اور تیری جلد کے بال اس کی ہیبت سے کھڑے ہو جائیں اس صورت میں خدا تجھے اس سے بچائے گا۔

۲۶ یا ابا ہریرۃ اذا اشتقت الی الجنۃ فاسئل اللہ
ان یجعل لک نصیباً ومقیلاً ولیحن قلبک
شوقاً الیہا وتد مع عینک وانت مومن
بہا اذا عطیکہا اللہ تعالیٰ ولا یردک۔

اے ابو ہریرہؓ تجھے جنت کا شوق ہو تو اللہ سے مانگ کہ وہ تیرا اس میں حصہ کرے اور تیری اس میں رہائش ہو اور تیرا دل اس کے

شوق میں نرم رہے اور تیری آنکھیں اشکبار ہوں اور تجھے اس کے بارے میں پورا یقین ہو اس صورت میں اللہ تعالیٰ تجھے جنت عطا فرمائیں گے اور تجھے رد نہ کریں گے۔

۲۷ یا ابا ہریرۃ ان شئت ان لا تفارقنی یوم القیمة حتی تدخل معی الجنة احببنی حباً لا تنسانی واعلم انک ان احببتنی لم تترك ثلثة
منہا واراض بقسم اللہ فانہ من خرج من الدنیا وهو راض بقسم اللہ واللہ عنہ راض ومن رضی اللہ عنہ فمصلیہ الی الجنة۔

اے ابو ہریرہ اگر تو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ جنت میں میرے ساتھ داخل ہو تو مجھ سے ایسی محبت رکھ کہ مجھے کبھی نہ بھول اور جان لے کہ اگر تو نے مجھ سے محبت کی تو تین باتیں تو کبھی نہ چھوڑے گا..... ایک یہ ہے کہ خدا کی تقسیم پر راضی رہے کیونکہ جو شخص دنیا میں اس حال سے نکلا کہ وہ خدا کی تقسیم پر راضی ہے اللہ اس سے راضی ہوا اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

۲۸ یا ابا ہریرۃ مر بالمعروف وانه عن المنکر.....
علم الناس الخیر ولقنہم ایاہ واذا رایت

لہ راوی کو ان تین میں سے ایک یہی بات پہنچی ہے۔

من يعمل بمعاصي الله تعالى ولا تخاف سوطه و
سيفه فلا يحل لك ان تجاوزه حتى تقول له
اتق الله -

اے ابوہریرہ نیکی کا حکم کرتا رہ اور بدی سے روکتا رہ۔ لوگوں کو
خیر کی بات سکھا اور انہیں اس کی تلقین کرتا رہ جب تو کسی شخص کو گناہوں
میں آلودہ دیکھے اور تجھے اس کے کوڑے اور اس کی تلوار کا ڈر بھی نہ
ہو تو تجھے اس کے پاس سے گزرنا حلال نہیں جب تک کہ تو اسے
یہ نہ کہے "اللہ سے ڈر"

۲۹ یا ابا ہریرۃ تعلم القرآن وعلمہ الناس حتی
یجئک الموت وانت کذلک وان کنت کذلک
جاءت الملائکۃ الی قبورک وصلوا علیک و
استغفروا لک الی یوم القیمۃ کما تحج المومنون
الی بیت اللہ عز وجل -

اے ابوہریرہ قرآن پڑھ اور اسے لوگوں کو سکھا یہاں تک کہ تجھے
موت آجائے اور تو اسی حال میں ہو اور اگر تو اسی طرح رہا تو فرشتے تیری
قبر پر آئیں گے تیرے لئے دعا کریں گے تیرے لئے بخشش مانگیں
گے قیامت تک۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کہ حاجی لوگ بیت اللہ
شریف کی طرف لوٹتے ہیں۔

۳۰ یا ابا ہریرۃ الق المسلمین بطلاقة وجہک و

وَمَصَافِحُهُ أَيْدِيهِمْ بِالسَّلَامِ إِنَّهُ اسْتَطَاعَتْ أَنْ
تَكُونَ كَذَلِكَ حَيْثُ كُنْتَ فَإِنَّ الْمَلَأَةَ مَعَكَ
سَوَى حِفْظِكَ يَسْتَغْفِرُونَ لَكَ وَيَصْلُونَ عَلَيْكَ
وَاعْلَمْ أَنَّهُ مِنْ خَرَجٍ مِنَ الدُّنْيَا وَالْمَلَأَةَ
يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ غُفْرَانًا لَهُ -

اے ابوہریرہؓ مسلمانوں کو کھلے چہرے سے مل سلام کے ساتھ
ان کے ہاتھوں کا مصافحہ لے اگر تو نرسکتا ہے تو ایسا کہ جہاں بھی تو ہو
محافظ فرشتوں کے علاوہ بھی تیرے ساتھ فرشتے ہوں گے جو تیرے
لئے بخشش مانگتے رہیں گے اور دعائیں کرتے رہیں گے۔ اور جان
لے جو دنیا سے اس طرح نکلے کہ فرشتے اس کے لئے بخشش مانگ
رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتے ہیں۔

۳۱ یَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ يَفْشَى لَكَ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ كَفَّ لِسَانُكَ عَنْ غِيْبَةِ النَّاسِ فَإِنَّهُ مَنْ لَمْ يَغْتَبِ
النَّاسَ نَصْرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - أَمَّا
نَصْرَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يَخْتَابِيهِ إِلَّا
كَانَتِ الْمَلَأَةُ تَكْذِبُهُمْ عَنْهُ وَأَمَّا نَصْرَتُهُ
فِي الْآخِرَةِ فَيَحْفَوُهُ اللَّهُ عَنْ قَبِيحٍ مَا صَنَعَ
وَيَتَقَبَّلُ مِنْهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلَ -

اے ابوہریرہؓ اگر تو چاہے کہ دنیا اور آخرت میں تیری اچھی شہرت

ہو تو اپنی زبان کو لوگوں کی غیبت سے بچا جو شخص دوسروں کی غیبت سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی نصرت کرتے ہیں۔ دنیا میں اس کی نصرت اس طرح ہوتی ہے کہ جب کبھی کوئی اس کی غیبت کرتا ہے خدا کے فرشتے اس کی طرف سے اس کی تکذیب کرتے ہیں اور آخرت میں اس کی نصرت یوں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بڑے کاموں سے اسے معاف فرمادیتے ہیں اور اس کے نیک اعمال کو قبولیت بخشتے ہیں۔

۳۲ یا ابا ہریرۃ اغْدُفْ سَبِيلَ اللَّهِ يَبْسُطِ اللَّهُ
لَكَ الرِّزْقَ۔

اے ابو ہریرہ صبح اللہ کی راہ میں کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے رزق فراخ کریں گے۔

۳۳ یا ابا ہریرۃ صَلِّ رَحْمَكَ يَا تُكَ الرِّزْقَ مَنْ
حَيْث لَا تَحْتَسِبُ وَاجْجِ الْبَيْتَ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكَ
ذُنُوبَكَ الَّتِي وَافَيْتَ بِهَا الْبِلَدَ الْحَرَامَ۔

اے ابو ہریرہ صلوہ رحمتی سے کام لے تجھے ایسے ذرائع سے رزق ملے گا کہ تو گمان بھی نہیں کر سکتا بیت اللہ شریف کا حج کر تیرے سب گناہ جنہیں تو لے کر حرم شریف بلے گا سب معاف کر دیئے جائیں گے۔

۳۴ یا ابا ہریرۃ اَعْتَقِ الرِّقَابَ يَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ

منہ کل عضو منک وفيہ اصناف ذلک من
الدرجات۔

اے ابو ہریرہ غلام آزاد کرنا چلا جا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے
تیرے اس عضو کو (آگ سے) آزاد کرتے جائیں گے اور اس میں کمی گنا
زیادہ درجات ہیں۔

۱۲ یا ابا ہریرۃ اشبع الجائع یکن لک مثل اجر
حسناتہ وحسنات عقبہ و لیس علیک من
شیئ تلہم شیئ۔

اے ابو ہریرہ تو بھوکے کو سیر کر تجھے اس کی نیکیوں اور اس کی
اولاد کی کانیکیوں کا اجر برابر ملے گا اور اس کے گناہوں کا کوئی باقیہ
نہ ہوگا۔

۳ یا ابا ہریرۃ لا تحقرن من المعروف شیئاً
تعملہ ولو ان تفرغ من دلوک فی اناء المستقی
فانہ من خصال البر والبرکۃ عظیم و
صغیرہ ثوابہ الجنۃ۔

اے ابو ہریرہ کسی نیکی کو جسے تو کم بے معمولی نہ جان! اگرچہ کسی
پانی لینے والے کے برتن میں تو اپنے ڈال سے کچھ پانی ڈال دے یہ
بات لچھے کاموں میں سے ہے اور اچھائی بڑی چیز ہے اچھائی چھوٹی
بھی ہو تو اس کی جزا جنت ہے۔

۲۷ یا ابا ہریرۃ مراہلک بالصلوۃ فان اللہ یتیک
بالرزق من حیث لا تحتسب ولا یکن للشیطان
فی بیتک مدخل ولا مسلک -

اے ابو ہریرہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتا رہا اللہ تجھے وہاں
سے رزق پہنچائے گا کہ تو گمان نہ کر سکے اور شیطان کو تیرے گھر میں
عمل و دخل نہ ہوگا۔

۳۸ یا ابا ہریرۃ اذا عطس اخوك المسلم فشمشتہ فانه
یكتب لك به عشرون حسنة..... انك حين
تقول له یرحمک اللہ یکتب لك عشر حسنات
و حين یقول لك یرحمک اللہ یکتب لك عشر حسنات

اے ابو ہریرہ جب تیرے مسلمان بھائی کو چھینک آئے اور تو
اسے جواب دے تو تیرے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں جب تو کہتا
ہے یرحمک اللہ تو تجھے دس نیکیاں ملتی ہیں اور جب وہ تجھے
یرحمک اللہ کہتا ہے تو تیرے نام دس نیکیاں اور لکھی جاتی ہیں۔

۳۹ یا ابا ہریرۃ کن مستغفرًا للمسلمین والمسلمات
والمؤمنین والمؤمنات یكونوا کلہم شفعاء
لك و یكن لك مثل اجورہم من غیر ان
ینقص من اجورہم شیء -

اے ابو ہریرہ مسلمانوں اور مومنوں کے لئے تو بخشش طلب

کر تارہ وہ سب تیرے سفارشی ہوں گے اور تمہیں ان کی نیکیوں کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے اجر میں سے کوئی کمی ہو۔

۲۰ یا ابا ہریرۃ ان کنت ترید ان تکون عند اللہ صدیقاً فامن بجمیع رسل اللہ وانبیاء اللہ وکتبہ۔

اے ابو ہریرہ اگر تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھا جائے تو تمام انبیاء و رسل پر ایمان لا اور اللہ کی تمام کتابوں کو مان۔

۲۱ یا ابا ہریرۃ ان کنت ترید ان تحرم علی

النار بجسدک فقل اذا اصبحت و امسیت لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له لا الہ الا اللہ له الملك وله الحمد لا الہ الا اللہ واللہ اکبر لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اے ابو ہریرہ اگر تو چاہے کہ تو اپنے جسم سمیت آگ پر حرام ہو۔ تو صبح و شام یہ (خط کشیدہ) وظیفہ پڑھتا رہ۔

یہ سلسلہ حدیث اور آگے جا رہا ہے۔ غور کیجئے اور پڑھتے جائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس پیار سے ابو ہریرہ کو بلا رہے ہیں اور کس طرح نام لے لے کر آپ پر دست کمر رکھ رہے ہیں و بار بار رسالت میں آپ اس آغوش محبت میں بیٹھتے تھے کہ بہت کم خوش نصیبوں کو قرب رسالت کی یہ دولت ملتی ہوگی۔

حافظُ الامت سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

شیخ نبوتی کا ایک بے مثال ہے پروانہ

جو مرزا غلام احمد قادیانی اور پرویز کے طنز و تشنیع کا نشانہ بنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسم گرامی

حافظ الحدیث سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت ہی مشہور و معروف اور حبیب القدر صحابی ہیں اور آپ ان چند گئے چنے اصحاب میں سے ہیں جن کے نام سے اسلام کی شہرت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام کرہ ارضی میں قائم ہے۔ آپ کا اسم گرامی دورِ جاہلیت میں عبدالشمس بتلایا گیا ہے جب آپ اسلام کی دولت بے بہا سے مالا مال ہوئے تو آپ کا نام مشہور قول کے مطابق عبدالرحمن رکھا گیا۔ آپ قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے جس کی سکونت یمن میں تھی۔ اس لئے محدثین کرام انہیں الدوسی الیمانی لکھتے ہیں۔

آپ اسلام لانے سے پہلے کا حال اس طرح سنایا کرتے ہیں کہ:

”میں یتیمی کی حالت میں پرہیزگار اور جوان ہوا اور مسکینی کی حالت میں ہجرت کی اور غزواں کی بیٹی کی نوکری کیا کرتا تھا۔ اس تنخواہ پر کہ اس کے گھر سے پیٹ بھر کر روٹی کھانے کو مل جائے اور جب وہ سوار ہو کر جاغیں تو ان کے پیچھے چل کر ان کے اونٹوں کو چلانے میں کوئی گیت گاتا رہوں اور جب وہ کسی جگہ قیام کریں تو ان کے کھانا پکانے کے لئے ٹوکریاں جن کر لایا کرتوں۔“

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۷۹)

والدین

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے والد ماجد کے اسم گرامی میں بہت سے اقوال درج ہیں۔ محدث حاکم فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے والد کے سلسلے میں ہمیں جو کچھ معلوم ہو سکا اس میں سے زیادہ صحیح عبد الرحمن بن معمر معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھیے الاستیعاب) انہوں نے عالم شباب میں وفات پائی۔ اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ نو کم سن تھے۔ آپ کی والدہ (جن کا نام امیمہ یا میونہ تھا لیکن عام طور پر اپنی کنیت ام ابی ہریرہ سے مشہور تھیں) نے شوہر کے انتقال کے بعد اپنے ہونہار فرزند کی بڑے مشکل حالات میں پرورش فرمائی۔ جب سیدنا ابو ہریرہؓ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دولت اسلام کی سعادت حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے تھے تو

آپ کی والدہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ مگر اس وقت اسلام قبول نہ کیا آپ کفر و شرک کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہی تھیں۔ اس کے باوجود حضرت ابوہریرہؓ اپنی والدہ کے بے حد اطاعت گزار تھے۔ لیکن ان کے کفر و شرک کی وجہ سے دل ہی دل میں کڑھتے رہتے تھے۔ آپ کی تمنا اور خواہش تھی کہ والدہ ماجدہ بھی اسلام کی نعمت عظمیٰ سے بہرہ ور ہو جائیں تا آنکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے آپ بھی اسلام لے آئیں۔

حلیہ مبارک

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کا رنگ گندمی اور شانے کشادہ تھے آپ کے اگے دو دانتوں کے درمیان خلا تھا اور آپ کے سر کے بال دو میڈھیوں کی صورت میں ہوتے تھے جنہیں آپ سرخ رنگ کا خضاب لگاتے تھے طبیعت میں مزاج کا عنصر بھی پایا جاتا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۴۱)

دربار رسالت میں حاضری

حضرت قیس حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت اسلام کے لئے حاضر ہو رہا تھا تو راستے میں یہ شعر پڑھا۔

یا لیلۃ من طولھا وعنائھا علی انھامن دارۃ الکھن نجبت

اے شب در آنحالیکہ تو طویل اور تکلیف دہ ہے۔ مگر میں تیرا مشکور ہوں

کہ تو نے مجھے کفر کے گھر سے تو نجات دلا دی۔

فرماتے ہیں کہ جب میں آ رہا تھا تو میرا ایک غلام بھاگ گیا اور جب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ بیعت کر چکا اور خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک میرا غلام آگیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ تمہارا غلام موجود ہے۔ میں نے یہ کہہ کر کہ وہ اللہ کے لئے آزاد ہے، اس کو آزاد کر دیا۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)

حضرت ابو ہریرہؓ میں صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر کے درمیانی زمانہ میں اسلام لائے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۳۰ برس تھی۔ آپ اسلام لانے کے بعد برابر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہے اور بارگاہ رسالت سے خوب خوب فائدہ حاصل کیا۔ آپ اسلام لانے کے بعد کا حال کبھی اس طرح سناتے تھے کہ :

اللہ کا شکر ہے کہ جس نے دین اسلام کو دونوں جہاں کی عزت کا سرمایہ اور دونوں جہاں کی کامیابی کا ذریعہ اور اس کی ابدی زندگی کو خوشگوار بنانے کا وسیعہ بنایا اور ابو ہریرہؓ کو امام اور پیشوا بنایا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۳۷۹)

کنیت

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ اپنی مشہور و معروف کنیت ابو ہریرہؓ ہونے کی وجہ بتلاتے ہیں کہ :

ایک دن میں آستین میں بیٹھے ہوئے تھا کہ رحمت عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک پڑ گئی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا
ہے۔ میں نے عرض کی بی بی ہے۔ آپ نے فرمایا ابا ہریرۃ
علامہ ابن عبد البرؒ بحوالہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ :

میرے نزدیک زیادہ یہ ہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت مقرر فرمائی ہے۔

(استیعاب جلد ۱ ص ۱۰۳)

علامہ حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ :

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی نام سے آپ کو بلایا کرتے
تھے۔ (دیکھئے البدایہ جلد ۸ ص ۱۰۳)

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھی اور احباب بھی اسی نام سے
پکارا کرتے تھے۔ امام ترمذیؒ ان کی زبانی یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ :

میں اپنے گھر کی بکریاں چراتا تھا۔ ایک چھوٹی سی بی بی میرے پاس
تھی۔ اس کو رات کے وقت ایک درخت کے کھوہ میں رکھ
دیا کرتا تھا۔ جب دن نکل آتا تو اس کو وہاں سے نکال کر اپنے
ساتھ لے جاتا اور دن بھر اس کے ساتھ ہوتا۔ لگوں نے بھی
مجھے ابو ہریرہؓ کہنا شروع کر دیا۔

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۲۴ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۵۰۶)

الغرض یہ کنیت ایسی معروف و مشہور ہوئی کہ اصل نام پر پردہ پڑ گیا

اور آپ اسی نام سے مشہور و معروف ہو گئے۔ اور دنیا آپ کو اسی کیفیت سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

والدہ کا اسلام

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میری ماں مشرکہ تھی۔ میں ان کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا مگر وہ انکار کرتی تھی۔ ایک دن جب میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو میری ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نامناسب اور غلط باتیں کیں۔ میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ سنایا اور بتلایا کہ میں اپنی ماں کو روزانہ اسلام کی طرف بلاتا تھا۔ مگر وہ ماننے نہ تھی۔ آج تو اس نے آپ کی شان مبارک میں بھی نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہدایت عطا فرمائے چنانچہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی؛

اللھم اھد ام ابی ہریرۃ اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو

ہدایت عطا فرما دے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا فرماتے ہی میں ہتاش ہتاش خوش و خرم گھر کو روانہ ہوا کہ (جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی ہے تو انشاء اللہ وہ ضرور پوری ہو کر رہے گی) جب گھر کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ بند نظر آیا۔ میری والدہ نے میرے قدموں کی

چاپ سن کر آواز دی۔ ابو ہریرہؓ ذرا ٹھہر جا۔ (ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی) (آپ کی) والدہ نے غسل فرمایا۔ کپڑے پہنے اور جلدی میں دوپٹہ سر پر ڈالا۔ بعد میں دو واڑہ کھول کر کہنے لگی۔
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

ماں مسلمان ہو گئی۔ جب میں نے اپنی ماں کو کہتے سنا تو جس طرح پہلے غم کے مارے روتا ہوا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تھا۔ اب آنکھوں میں فرحت و مسرت کے آنسو لٹے ہوئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی ہے اور ابو ہریرہؓ کی ماں کو اسلام کی دلت بے بہا سے مالا مال کر دیا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ (مسلم شریف جلد ۲، ص ۳۰۴)

خلقِ خدایں محبوبیت کی زالی شان

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کی طفیل خلقِ خدایں محبوبیت کی ایک زالی شان نصیب ہوئی اور سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ ماجدہ اسلام کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوئیں۔ اسکے بعد آپؐ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کی۔ تو ساتھ ہی درخواست کی کہ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما دیں کہ تمام مومنوں کو

مجھ سے اور میری ماں سے بھی محبت ہو جائے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک آسمانوں کی طرف اُٹھے اور دُعا فرمائی کہ: (دُعا)

اے اللہ تو اپنے بندے یعنی ابو ہریرہ اور اس کی والدہ کو مسلمانوں کا محبوب بنادے اور انہیں امانتداروں کی محبت نصیب فرما۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ نہایت یقین کے ساتھ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ:

جس مسلمان نے میرا نام سنا۔ گو اس نے مجھے دیکھا بھی نہ ہو پھر بھی ضرور مجھ سے محبت کرے گا (مسلم شریف)
یہی وجہ ہے کہ آج تک جتنے بھی اہل اسلام آئے اُن سب کے دلوں میں سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کی محبت اور عقیدت کی ایک شمع جلتی رہی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی مسلمان ہو اور سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے محبت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے جو مقام انہیں عطا فرمایا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دُعاے محبوبیت سرفراز فرمایا ہے اسے کس طرح مثایا جاسکتا ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
بھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

والدہ کا ادب و احترام اور حسن سلوک

سیدنا ابو ہریرہؓ اپنی والدہ کے بے حد اطاعت گزار اور فرمانبردار لڑکے تھے۔ والدہ کی عظمت و عزت، مقام و مرتبہ کا بہت زیادہ احساس تھا۔ اسی لئے ایک مرتبہ فرمایا کہ :

والدہ کا نام نہ لو۔ نہ ان سے آگے چلو اور نہ ان سے پہلے بیٹھو۔ (الادب المفرد ص ۵۹)

جس زمانے میں مردان بن الحکم نے آپ کو امارت مدینہ کی نیابت سونپی تھی۔ اس وقت آپ ذی الخلیفہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی والدہ کا قیام قریب ہی دوسرے گھر میں تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب گھر سے باہر نکلتے تھے تو والدہ کے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر کہتے تھے :

اماں جان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کی والدہ جواب میں فرماتی ، وعلیکم السلام یاہنی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ پھر آپ کہتے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے جیسا کہ آپ نے میری بچپن میں پرورش فرمائی (اور رحم فرمایا) آپ کی والدہ جواب میں فرماتی ۔ خدا تم پر بھی رحم فرمائے اور بہترین بدلہ عنایت فرمائے اور تم سے راضی رہے جیسا کہ تم نے بڑھاپے میں میرے ساتھ نیک برتاؤ کیا۔ اسی طرح جب آپ گھر کو واپس لوٹتے تو اماں کے دروازے

پر کھڑے ہو کر ایسا ہی کہتے تھے۔ (الادب المفرد و منہاجی ص ۵۱،
حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص)

ایک مرتبہ ایک غزوہ درپیش ہوا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے صحابہ کرام کو تیاری کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا حضرت
ابو ہریرہؓ بھی اس کے لئے تیار ہو گئے اور اپنی ماں کے پاس جا کر
اجازت چاہی۔ ماں نے اپنی حالت کے پیشِ نظر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقتِ حال بتائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی ماں کے پاس
ٹھہرو۔ یہ بھی فی سبیل اللہ کا حکم ہے۔ جب تک اُن کے ساتھ حزنِ سلوک
کرتا رہے اور ان کے حقوق ادا کرتا رہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے
ہیں کہ:

اس کے بعد میں دو سال تک ٹھہرا رہا اور کسی غزوہ میں شرکت
نہیں کی۔ جب تک میری ماں کا انتقال نہ ہو گیا یعنی ماں کی وفات
کے بعد شرکت کی (حیۃ الصحابہ جلد ۲ ص ۵۶۳)

اہل و عیال

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے قبولِ اسلام کے بعد غزوہ ان کی بیٹی سے
جس کے ملازم رہ چکے تھے نکاح فرمایا۔ جیسا کہ آپ کے اس بیان سے
پتہ چلتا ہے کہ:

آج میں وہی ابو ہریرہ ہوں۔ لیکن وہی عورت جس کا میں پہلے ملازم تھا اللہ تعالیٰ نے اسے میری بیوی بنا دیا۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد ۱ ص ۲۸۰)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے غزو ان کی بیٹی (جو مشہور صحابیہ حضرت عتبہ بن غزو ان کی بہن تھیں) سے نکاح فرما لیا تھا۔ اور آپ کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی۔ آپ کے ایک صاحبزادے حضرت محرز اور ایک پوتے نعیم کا ذکر ملتا ہے اور انہوں نے آپ کی عبادت کے بارے میں بھی ایک روایت بیان کی ہے (جو آگے آئے گی انشاء اللہ)

اہل صفہ ہونے کا شرف

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ اہل صفہ میں سے تھے۔ صفہ اس کتب کا نام ہے جس کے بانی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس میں حضرات صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد تھی جو اہل و عیال اور کسب معاش کی فکر سے آزاد ہو کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی تھیں۔ یہ حضرات عبادت، ذکر الہی اور مجاہدہ نفس میں اپنے شب و روز بسر فرمایا کرتے تھے۔ نہ اُن کو تجارت سے کوئی طلب تھی نہ زراعت سے کوئی سروکار۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو روانہ فرمایا کرتے تھے۔ غزوہ مہوزہ میں انہی میں سے ستر آدمی

اسلام کی تعلیم دینے کے لئے بھیجے گئے تھے (بخاری شریف جلد ص) نیز انٹر مسیکنوں اور ابا بھوں کی رضا کارانہ امداد کرتے اور ہر بیمار کی خبر گیری کرتے تھے۔ جہاں بھی کوئی شخص امداد کا مستحق ہوتا حاضر ہو کر ان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ کسی کی موت واقع ہو جاتی تو تجہیز و تکفین کا انصرام فرماتے۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں ان حضرات کا ذکر تفصیل سے آیا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد ان کو جنت کی بشارت بھی سنائی تھی سیدنا حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ :

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر اصحاب صفہ کی طرف ہوا آپ نے ملاحظہ کیا کہ وہ فقر و مجاہدے کے باوجود خوش و خرم ہیں۔ آپ نے ان سے ارشاد فرمایا۔ اے اصحاب صفہ تم کو اور میری امت کے ہر اس شخص کو جو تمہاری صفت پر خوش دلی سے قائم ہو بشارت دی گئی ہے کہ تم جنت میں میرے رفقاء ہو گے (ماخوذ از کشف المحجوب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گہما گہما تصوف کی عملی زندگی کا ایک اہم بنیادی نقطہ ہے۔ تصوف کے دور عروج تک صوفیاء کرام کی پاکیزہ زندگیاں اور ان کے نفوس طاہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو مطمح نظر بنا ئے رہے۔ ان حضرات کی یہی بے سرو سامانی ان کا سرمایہ زندگی تھی۔ اور الفقر فخری ان کا تاج شاہی تھا اور مطلوب و مقصود صرف

اور صرف اللہ واحد کی رضا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تھی۔

فقط اللہ واحد کی رضا مطلوب تھی ان کو
فقط دنیا میں حُب مصطفیٰ محبوب تھی ان کو
انہیں پروائے زینت تھی نہ دولت سے علاقہ تھا
لباس ان کا تھا غیرت، ان کا دامن فقر و فاقہ تھا
یہ آئے تھے یہاں پر اکتسابِ نور کرنے کو
اشاعتِ نور قرآن کی قریب و دور کرنے کو

(شاہنامہ اسلام)

الغرض اہلِ صفہ کا یہی سر و سامان تھا۔ اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
بھی ان کے ساتھ اسی کے مطابق سلوک فرماتے اور ان کا خاص خیال
رکھا کرتے تھے۔

ایک دفعہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے
درخواست کی کہ میرے ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے نیل پڑ گئے ہیں مجھ
کو ایک کینز عنایت ہو۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں
ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اصحابِ صفہ بھوکے رہیں۔

(زرقانی جلد ۱ ص ۴۲، سیرۃ النبیؐ حصہ اول ص ۲۹۴)

یہی وجہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی شخص
صدقہ لاتا تو آپ یہ چیز اصحابِ صفہ کے پاس بھیج دیتے اور جب دعوت
کا کھانا آتا تو اصحابِ صفہ کو بلا لیتے اور ساتھ بٹھا کر کھلاتے۔ اکثر ایسا ہوتا

کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مہاجرین و انصار پر تقسیم فرما دیتے۔
یعنی اپنے مفدور کے موافق ہر شخص کسی نہ کسی کو لے جاتا اور ان کو اپنے
کھانے میں شامل کر لیتا۔

۷ بظاہر بے سرو سامان تھے اور آنت کے مار گتھے
مگر اصحاب صفہ سرورِ عالمؐ کے پیارے تھے
سیدنا حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ :

اہل صفہ اسلام ہی کے جہان تھے نہ ان کا گھر تھا نہ ان کے پاس
مال و دولت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کوئی صدقہ آتا تو آپ اس کو اس کے پاس بھیج دیتے اور خود
اس میں سے کچھ استعمال نہ فرماتے اور جب آپ کے پاس کوئی
ہدیہ آتا تو استعمال فرماتے اور اہل صفہ کو بھی شریک فرماتے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۷۷)

اصحاب صفہ کے پاس کوئی ڈھنگ کے کپڑے بھی نہ تھے کسی کے پاس
چادر تھی تو کسی کے پاس انار۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے۔
میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی
فقط تہ بند تھا یا فقط کبیل جس کو اپنی گردنوں میں باندھ لیتے
تھے اور کبیل بھی اس قدر چھوٹا تھا کہ کسی کے آدھی پنڈیوں تک
پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اس کو تھامتے کہ کہیں
ستر نہ کھل جائے۔ (بخاری شریف جلد ۶۳ الترغیب جلد ۲ ص ۱۱۱)

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا شمار بھی ان ہی با کمال اکابر اور مجاہدین ملت میں ہوتا ہے۔ حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں کہ:

ابو ہریرہؓ ان حضرات میں زیادہ مشہور ہیں جو صفہ میں مقیم تھے۔ انہوں نے صفہ ہی کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ جب تک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما رہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ صفہ ہی میں مقیم رہے۔ صفہ کے تمام رہنے والوں اور وہاں آکر نئے ٹھہرنے والوں کو حضرت ابو ہریرہؓ خوب پہچانتے تھے جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو کھانے کے لئے جمع کرنا چاہتے تو ابو ہریرہؓ کے ذریعہ بلاتے تھے۔ کیونکہ وہ ان کو دیکھ کر پہچانتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۷۰)

بہر حال اصحاب صفہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام خاص اور منظور نظر تھے اور آپ کے ساتھ اکثر و بیشتر سفر و حضر میں رہا کرتے۔ جس کی وجہ سے ان کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اقوال و افعال معلوم ہو جاتے تھے جو اور صحابہ کو جو ہمہ وقت آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتے، آسانی سے معلوم نہ ہو سکتے تھے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی احادیث

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ جن سات صحابہ کرامؓ سے کثرت سے مروی ہیں۔ آپ ان میں سے ایک ہیں۔ مسند تقی بن مخلد کے مطابق

پانچ ہزار تین سو چوبتر (۵۲۷۴) احادیث آپ سے مروی ہیں۔
(کذا فی النعمۃ جلد ۱ ص ۱۲۴)

کن حدیث ابو ہریرہ را شمار پنچ الف و سہ صد و ہفتاد و چہار
اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفظ حدیث میں بڑا کمال عطا فرمایا تھا۔ اور اس
اعتبار سے نہ صرف تاریخ اسلام میں بلکہ تاریخ کائنات میں اپنی مثال آپ
ہے۔

بارگاہ رسالتؐ سے قوتِ حافظہ کی دولت

اللہ تعالیٰ شانہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں
امت محمدیہ کو اور امتوں پر جہاں اور بہت ساری باتوں میں امتیازی شان عطا
فرمائی ہے۔ وہیں حفظ و یادداشت کی غیر معمولی قوت سے بھی سرفراز فرمایا ہے
مشہور تابعی حضرت قتادہؒ (۱۰۷ھ) کہتے ہیں کہ :

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو حفظ کی غیر معمولی قوت سے سرفراز
فرمایا ہے۔ دنیا کی دوسری قوموں اور امتوں کے درمیان اس
امت کا یہ خاص امتیازی سرمایہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ
نے اس کو نوازا اور مختص کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس
اہم نوازش سے اس امت کو وافر حصہ مرحمت فرمایا۔

(ذرقانی جلد ۵ ص ۲۹۵، البہایہ جلد ۱ ص ۲۹)

حضرت قتادہ کے اس بیان کو اگر حضرات محدثین کی زندگیوں میں دیکھ لیا

جائے تو یقیناً ہمیں اس کا قائل ہونا پڑے گا۔ تاریخ اسلام میں ایسے دو ایک نہیں بلکہ ہزار ہا اکابر گزرے ہیں جنہیں اس نعمت سے نوازا گیا تھا۔ یہ حضرات جو کچھ سنتے تھے فوراً حفظ ہو جایا کرتا تھا اور سال ہا سال تک وہ بات جوں کی توں محفوظ رہتی۔ چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضرت امام ابو زرعہ الرازی کا اپنا بیان ہے کہ میں نے جو چیز بھی سنی وہ مجھے ایک ہی بار سننے سے یاد ہو گئی اور جو بات یاد ہو گئی وہ کبھی بھولی نہیں۔ اور فرماتے تھے کہ میں نے کبھی کسی محدث سے دوبارہ بیان کرنے کی آرزو نہیں کی۔

(تہذیب جلد ۷، ص ۳۲، البدایہ جلد ۹، ص ۲۴۲)

آپ کے حافظہ کا عالم یہ تھا کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ پچاس سال ہوئے ہیں کہ میں نے حدیثیں کبھی تھیں اور کبھی ہوئی کتابیں میرے گھر میں رکھی ہوئی ہیں۔ کھنے کے بعد پورے پچاس سال میں نے ان حدیثوں کا کتابوں میں مطالعہ نہیں کیا۔ لیکن با ایں ہمہ جانتا ہوں کہ فلاں حدیث کس کتاب اور کس ورق کس صفحہ اور کس سطر میں ہے۔ (البدایہ جلد ۱۰، ص ۳۳۲، تہذیب جلد ۷، ص ۲۳)

۲۔ سیدنا امام ترمذی کے حالات میں مورخین لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک شیخ سے دو جزو حدیثیں کبھی تھیں۔ جب مکہ مکرمہ جانے لگے تو شیخ راستہ میں امام ترمذی سے ملے۔ آپ نے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ آپ فلاں فلاں اجزاء

کی حدیثیں سنائیں۔ انہوں نے سنا نا شروع کیا۔ جب وہ سنا چکے تو فرمانے لگے اب تم سناؤ تاکہ میں سن لوں اور ان میں غلطی باقی نہ رہے۔ امام ترمذی کا بیان ہے کہ اتفاقاً میں وہ دونوں جزئی (اور کاپیاں) بھول آیا تھا۔ میں نے شیخ کے ارشاد پر تدبیر یہ کی کہ سادہ کاپیاں سامنے رکھ لیں اور شیخ کی سنائی ہوئی حدیثیں زبانی سنا نا شروع کر دیں۔ جب شیخ کی نظر ان سادہ کاپیوں پر پڑی تو وہ بہم ہوئے کہ تمہارے پاس کبھی ہوئی تو ہیں نہیں۔ تم ویسے ہی سناتے ہو۔ امام ترمذی نے فرمایا وہ مجھے سب زبانی یاد ہیں۔ چنانچہ شیخ نے مزید امتحان لیتے ہوئے چالیس غریب احادیث بیان کیں اور امام ترمذی سے فرمایا کہ اب سناؤ۔ انہوں نے ایک مرتبہ سننے کے ساتھ ہی وہ چالیس غریب احادیث زبانی سنا دیں اور ایک حرف میں بھی غلطی نہ کی۔ (تذکرۃ جلد ۲ ص ۱۸۷ تہذیب جلد ۹ ص ۳۸۸)

۳۔ حضرت امام ابو یوسفؒ کے سامنے مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ نے ایک مرتبہ چالیس احادیث مع سند کے بیان کیں اور امام موصوف کو ایک دفعہ ہی سننے سے وہ سب یاد ہو گئیں (الجواہر المفنیہ جلد ۲ ص ۵۲۴)

یہی نہیں کہ آپ کی زندگی میں صرف ایک مرتبہ یہ واقعہ ہوا ہو بلکہ عوداً بچاس ساٹھ احادیث ایک ہی مجلس میں سن کر یاد کر لیتے

تھے اور حلقہ درس سے اٹھ کر وہی احادیث لوگوں کو کھوادیا کرتے تھے۔ (تاریخ ابن خلکان جلد ۲ ص ۲۰۳)

۴۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ حضرت قتادہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قتادہ اہل بصرہ میں سب سے زیادہ حفظ والے تھے وہ جو چیز بھی سنتے تھے انہیں یاد ہو جاتی تھی۔ ان پر حضرت جابرؓ کا صحیفہ ایک مرتبہ پڑھا گیا تو ایک ہی دفعہ سننے سے یاد ہو گیا تھا۔ (البیہ جلد ۹ ص ۲۱۳ تذکرہ جلد ۱۱۶ تہذیب جلد ۸ ص ۲۵۴) حضرت جابرؓ کے صحیفہ کے بارے میں قطعی طور پر تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اس میں کتنی احادیث تھیں البتہ حضرت جابرؓ سے کل ایک ہزار پانچ سو ساٹھ احادیث مروی ہیں۔

(خطبات مدراس از علامہ سید سلیمان ندوی ص ۴۵ شوق حدیث ص ۵۴)

۵۔ خلیفہ مامون الرشید اور ان کے بھائی امین الرشید کو ان کے والد ہارون الرشید نے مشہور محدث عبداللہ بن ادریس کے دولت کدے پر حاضر ہونے کی تلقین کی تاکہ وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حاصل کریں۔ چنانچہ دونوں محدث گئے پاس پہنچے۔ انہوں نے ان کو سوا احادیث سنائیں۔ مامون نے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ احادیث آپ کو سنا دوں؟ استاد محترم نے اجازت دے دی۔ چنانچہ مامون نے وہ کل احادیث زبانی سنا دیں۔ (ماخوذ از شوق حدیث حصہ اول ص ۱۱۱)

اس قسم کے ایک دو نہیں بلکہ کئی واقعات اس امر کے شاہدِ عدل ہیں کہ اس امت کو حفظ کی دوت سے بھی مالا مال کیا گیا ہے۔ جو حضرات اس کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں وہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر مدظلہ کی تصنیف لطیف 'شوقِ حدیث' کا مطالعہ فرمائیں۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ جب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ان بزرگانِ دین کے حفظ کا یہ عالم تھا تو غور فرمائیے ان حضرات گرامی قدر کے حفظ و اتقان کا کیا حال ہوگا۔ جن کے بارے میں خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قوتِ حافظہ کی دعا فرمادیں اور ان کے حافظہ کی شہادت دیں اور صحابہ کرام جن کے حفظ پر اعتماد و اعتبار کریں۔

۱۔ سیدنا حضرت ابوسہریرہؓ کے قوتِ حافظہ کے لئے خود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں فرمائی ہیں جو خود فرماتے ہیں کہ:

میرا حافظہ کمزور تھا۔ اکثر بات یاد نہ رہتی تھی۔ ایک دفعہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حافظہ کے قوی ہونے کے بارے میں دعا کی درخواست کی۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی چادر پھیلا دی۔

پھر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے سینے سے ملاؤ۔ میں نے اپنے سینے سے اسے ملا لیا۔ چنانچہ اس

کے بعد پھر میں کبھی بھی کوئی بات نہیں بھولا (بخاری شریف جلد ۱۲) ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنے دونوں ہاتھ سینہ مبارک سے لگائے اور مٹھی بھر کر میری چادر میں ڈالی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اب چادر کو اپنے سینے سے لگا لو۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک علوم و معارف کا سرچشمہ ہے۔ آستانہ نبوت سے سنے ہوئے جو علوم و حقائق حضرت ابو ہریرہؓ بھول گئے تھے وہ سینہ مبارک سے عطا کئے گئے اور پھر عافروائی۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد قوت حافظہ میں ایسی تسقی ہوئی کہ پھر میں کوئی چیز نہ بھولا اور جن علوم کے بھول جانے کی شکایت کی تھی وہ محفوظ ہو گئے اور مستقبل کے لئے بھی نیاں کا اندیشہ رفع ہو گیا۔

(فضل الباری جلد ۲ ص ۱۶۴)

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند باتیں بتلانے سے پہلے ارشاد فرمایا کہ :

کون ہے جو اس کو سیکھے اور سکھائے؟ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا میں۔ اور میں نے اپنی چادر پھیلا دی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ آپ فارغ ہو گئے۔ پھر میں نے وہ چادر سینے سے لگالی۔ اس کے بعد میں ایک حدیث بھی جو آپ سے سنی ہے نہیں بھولا۔

(مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۷)

حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم تین آدمی جن میں

حضرت ابوہریرہؓ بھی تھے مسجد میں بیٹھے تھے اور ہم ینوں اللہ سے دعا کر رہے تھے اور اللہ کی یاد میں لگے ہوئے تھے کہ

اچانک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ہمارے پاس پہنچ گئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر ہم خاموش ہو گئے آپ نے فرمایا کہ جو تم کر رہے تھے وہی کر تسبیح ہو۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھ دوسرے ساتھی نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری دعا پر آمین فرمائی۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے دعا کی اور کہا اللھم انی اسئلك ما سئال صاحبی واسئال علماء لا ینسی اے اللہ! میں آپ سے وہی چیز مانگتا ہوں جو میرے ساتھیوں نے مانگیں اور اس کے ساتھ ایسے علم کا بھی سوال کرتا ہوں جو میں کبھی نہ بھولوں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سن کر آمین فرمائی۔ (ہم نے جب حضرت ابوہریرہؓ کی اس دعا کو سنا تو ہماری بھی خواہش ہوئی کہ ہم بھی اس طرح کی دعائیں) ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ایسا علم ملے جو کبھی نہ بھولیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوسری لڑکاتم پر سبقت لے گیا۔ (یعنی اس نے تم سے پہلے دعا کر لی۔ (الاصابہ جلد ۴ ص ۲۰۸)

اسی لئے سیدنا حضرت ابوہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ :

میں کسی ایسے صحابی رسولؐ کو نہیں جانتا جسے آپ کے فرمودات

محبوب سے زیادہ یاد ہوں۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد ص ۱)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور آپ کا یہ روحانی لقوف سیدنا ابو ہریرہؓ کو ملا مال کر گیا اور امت کے لئے اس سے حدیث پاک کا ایک بیش بہا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے حدیث کی وہ خدمت لی کہ جو سنا پھر کبھی نہ بھولے اور جو دیکھا وہ ہمیشہ کی یاد بن گیا۔ آپ کی یادداشت کا عالم یہ تھا کہ فرماتے ہیں:

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سننے کے بعد اس کو کبھی نہیں بھولتا۔ (الترغیب جلد ۱ ص ۹۱)

اس روایت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے لئے صریح طور پر حدیث کا لفظ ملتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی احادیث کی آگے نشر و اشاعت کو پسند فرماتے تھے اگر آپ اپنی تعلیمات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہی کافی سمجھتے تو انہیں یاد رکھنے کے لئے اس قدر توجہ نہ دلاتے۔ آپ کا حضرت ابو ہریرہؓ کے حفظ کے بارے میں دعا کرنا اور روحانی لقوف فرمانا اس امر کی طرف مشیر ہے کہ آپ کو یہ بات پسند تھی کہ آپ کی احادیث بھی یاد رکھی جائیں۔ اور آگے ان کی روایت کی جائے (فافہم)۔

۳۔ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس قدر مجھے یاد ہیں

کہ سوائے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے اور کسی کو یاد نہیں
اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا تب حدیث
تھے اور میں نکھتا نہ تھا (بلکہ حفظ کر لیا کرتا تھا)

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۷۷)

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے اس بات کی تصریح کر دی کہ حضرت عبداللہ
بن عمرو بن العاصؓ کے پاس ان سے زیادہ حدیثیں موجود تھیں۔ حضرت
ابو ہریرہؓ کی مرویات پہلے بیان ہو چکیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
عبداللہ بن عمروؓ ایک بڑی تعداد میں احادیث جمع کر چکے تھے۔ حدیث
کی یہ عظیم خدمت اسے پہلے دور کی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا دور تھا۔ جو لوگ یہ پروپیگنڈہ کرتے
رہتے ہیں کہ کثابت حدیث بہت بعد کی پیداوار ہے۔ انہیں اپنی اصلاح
کر لینی چاہیے۔ تاکہ روز آخرت شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ایک شبہ کا ازالہ

کتب احادیث میں سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی مروی
احادیث کی بہ نسبت سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کی مروی احادیث کی تعداد بہت
زیادہ ہے۔ حالانکہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی احادیث کی زیادتی
تعداد غود ابو ہریرہؓ بیان کر رہے ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان کی
احادیث کم ہیں؟ اور کیوں حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ بات کہی؟

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ایک جگہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

یہ بات حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے خیال اور تحفینہ کے اعتبار سے کہی در نہ حقیقت یہ ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو حضرت ابو ہریرہؓ سے زیادہ احادیث ملی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ذخیرہ احادیث عبداللہ بن عمروؓ کے پاس زیادہ ہو۔ مگر روایات کی نوبت ان کو کم آئی اور خود زیادہ روایت نہیں کی۔ قلت روایت اس کی دلیل نہیں کہ ان کے پاس ذخیرہ احادیث کم تھا۔ چنانچہ خلفائے اربعہ خصوصاً سیدنا صدیق اکبرؓ سے احادیث بہت کم مروی ہیں کیا ممکن ہے کہ کوئی یہ کہے کہ صدیق اکبرؓ جو اول المؤمنین ہیں اور جلوت و خلوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح ہمیشہ مصاحب رہے کہ یا غار ایک محاورہ ہی بن گیا اور خصوصیات کا تو کیا ذکر۔ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و مقالات ابو ہریرہؓ سے کم پہنچے ہونگے؟ اس کا ایک منٹ کے لئے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

روایات ابو ہریرہؓ کی کثرت کے اسباب

علامہ حافظ بدر الدین العینیؒ (۸۸۵ھ) علامہ حافظ بن حجرؒ (۸۵۲ھ) اور علامہ نوویؒ (۶۹۱ھ) شارحین بخاری نے عبداللہ بن عمروؓ کی بہ نسبت روایات

ابو ہریرہ کی کثرت کے اسباب و وجوہ مکھے ہیں۔
 ابو ہریرہ کی کثرت روایت کا ایک سبب ان کا محل قیام بھی تھا۔
 فتوح امصار کے بعد عبداللہ بن عمرو کا قیام اکثر طائف اور مصر میں رہا۔ ان
 مقامات کو علمی اعتبار سے کوئی مرکزیت حاصل نہ تھی۔ بخلاف ابو ہریرہ
 کے کہ۔ *انہ استوطن المدینۃ وھی مقصد المسین من کل جہۃ*۔

عمدة القاری جلد ۲ ص ۱۹۶

ابو ہریرہ نے مدینہ کو اپنا وطن بنالیا تھا اور مدینہ منورہ ہر اعتبار سے
 مسلمانوں کی منزل مراد تھی۔

مدینہ منورہ کے مرکز علم ہونے کی وجہ سے واردین کی تعداد بہت
 زیادہ ہوتی تھی اور حضرت ابو ہریرہ زندگی کے آخری لمحات تک مدینہ
 منورہ میں فتویٰ و تحدیث میں مصروف رہے اور لوگوں کی کثیر تعداد نے
 ان سے حل روایت کیا۔ جس کی وجہ سے ان کی روایات کی تعداد بہت
 بڑھ گئی۔ حضرت ابو ہریرہ نے پانچ ہزار تین سو چوبیس احادیث روایت
 کی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت کی ہوئی احادیث سات
 سو سے زیادہ نہیں ہیں۔

حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ سے آٹھ سوتالیس نے
 روایت کی ہے۔

دوسرا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ ایک مرتبہ ابو ہریرہ
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ نسیان کی وجہ سے میں بھول

زیادہ جانا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص طریقہ اختیار فرما کر ان کے لئے عدم نسیان کی دعا فرمائی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا یہ شرف عبد اللہ بن عمرو کو حاصل نہ تھا۔ یہ آپ کی دعا ہی کا فیض تھا کہ امت محمدیہ کو علوم نبوت کا دافر حصہ ابو ہریرہ کی ذات گرامی سے ملا۔ اور ان کی روایات کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

تیسرا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ شام میں حضرت عبد اللہ بن عمرو کو اہل کتاب کی کتابوں کا ذخیرہ مل گیا تھا۔ یہ ان کا مطالعہ کرتے تھے اسوجہ سے بہت سے تابعین کو ان سے روایات حاصل کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

علامہ حافظ ابن حجر نے ایک سبب یہ لکھا ہے کہ :
حضرت عبد اللہ بن عمرو تعلیم و تدریس کی بہ نسبت عبادت میں زیادہ مشغول رہا کرتے تھے۔ (فتح الباری جلد ۱ ص ۱۱۸)
اس کے مقابلے میں حضرت ابو ہریرہ کا رجحان طبع اشغال علمی کی طرف زیادہ تھا۔ اس وجہ سے عبد اللہ بن عمرو کی نسبت سیدنا ابو ہریرہ کی روایات کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔

(واللہ اعلم بالصواب) (مقتل الباری جلد ۲ ص ۱۴۱)
حضرت ابو ہریرہ کی ساری توجہ مدنیوں کو یاد کرنے اور یاد شدہ احادیث کو آگے پہنچانے پر لگی تھی۔ (الوابل الصیب ص ۱۱)
سیدنا حضرت ابو ہریرہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر

کلی اعتماد اور یقین تھا۔ آپ کو اس اعتماد پہ احادیث کہ عیہ کی روایت فرمانے میں کوئی حجاب نہ ہوتا تھا اور دوسرے صحابہ کرام بھی اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور روحانی تصرف اس میں کام کر رہا ہے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے کہا کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ خدا ناخواستہ اس میں کوئی شک کی بات تو نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا خدا کی پناہ تو ان چیزوں میں مت پڑ کہ ابو ہریرہ جو کچھ بیان کرتے ہیں اس میں شک ہے یا نہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ (در بار رسالت سے قوت حافظہ کی دولت پانے کے سبب) بیان کرنے میں بہت جری ہیں اور ہم لوگ جرأت نہیں کرتے۔ (مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۵۱۰)

قوت حافظہ کے چند واقعات

۱۔ ابو زعزعه (جو دمشق کی حکومت کے پہلے حکمران مروان بن حکم کا پڑپوٹا سیکڑی تھا) کا بیان ہے۔ ایک مرتبہ مروان نے سیدنا ابو ہریرہ کو (لوگوں کی اس شکایت پر کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت کم سے لیکن حدیثیں بہت زیادہ بیان کرتے ہیں) حکمت عملی کے ساتھ امتحان لینے کے لئے طلب کیا۔ ابو زعزعه کہتے ہیں کہ مجھے تلم و دوات اور کاپی

دے کر پس پردہ بٹھایا اور کہا کہ میں امتحاناً ابو ہریرہ سے احادیث پوچھوں گا۔ وہ جو حدیث بیان کریں تم لکھتے جاؤ۔ چنانچہ مروان نے بہت سی حدیثیں ابو ہریرہ سے پوچھیں۔ ابو زعزعہ ان کو لکھتے رہے۔ پھر آپ تشریف لے گئے اور اس بات کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ مروان نے دوبارہ آپ کو طلب کیا اور ابو زعزعہ کو حسب سابق پردہ کے پیچھے بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ پھر مروان کے حضرت ابو ہریرہ سے سال گذشتہ کی بیان کردہ احادیث پوچھیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ نے اسی طرح روایت فرمائی جس طرح پہلی بار بیان کی تھیں ابو زعزعہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ احادیث بیان کرتے جاتے اور میں بیانس میں لکھی ہوئی احادیث سے ان کو ملاتا جاتا۔ معلوم ہوا نہ تو انہوں نے کمی کی نہ زیادتی اور نہ تو کسی حدیث میں تقدیم کی نہ تاخیر۔ یعنی پہلی اور دوسری بار کے بیان میں ذرہ بھر فرق نہ تھا۔ (الاصابہ جلد ۴ ص ۲۰۵ کتاب الکئی بلجاری ص ۳۳ مستدرک جلد ۲ ص ۵۵)

۲۔ ایک مرتبہ حضرت محمد بن عمارہؓ اکابر صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے اور حضرت ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرما رہے تھے۔ آپ کی بیان کردہ احادیث میں سے کچھ دوسرے اصحاب کو معلوم نہ تھیں تو انہوں نے اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ سے رجعت کی یہاں تک کہ ان کو اطمینان ہو گیا۔ ایک مرتبہ پھر حضرت ابو ہریرہ نے ان احادیث کو اسی طرح بیان فرمایا اور ان میں ذرہ بھر کمی بیشی نہ کی۔

محمد بن عمارہ کہتے ہیں کہ اس سے (مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ
 ان حفظ الناس ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱ ص ۳۲۵)

۳۔ حضرت سعید مقبری کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ یہ
 واقعہ بیان کیا کہ میرے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت
 زیادہ روایت کرتا ہے۔ معلوم نہیں اس کا حفظ کیسا ہے۔ آپ فرماتے
 ہیں کہ مجھے ان کا ایک شخص ملا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں جگہ فلاں نماز میں کون سی سورت کی تلاوت
 فرمائی تھی۔ اس نے کہا مجھے یاد نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو
 وہاں نہ تھا؟ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ مجھے
 معلوم ہے کہ کون سی سورت کی تلاوت فرمائی تھی اور میں نے وہ سورت
 بتا دی۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۸)

اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے
 حکمت عملی سے اس بات کو واضح کر دیا کہ لوگوں کا یہ خیال اور گمان صحیح
 نہیں جو وہ میرے بارے میں قائم کرتے ہیں۔ حالانکہ میں اس قسم کی
 باتوں کو نہایت احتیاط کے ساتھ یاد کر لیتا ہوں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی دعا کی برکت سے میرا حافظہ بڑا قوی ہے۔

دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی ایک ایک بات اور ایک عمل کو نہایت اچھی طرح یاد کرتے تھے اور
 اسے آگے پہنچانے کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی سنت اور اسوہ حسنہ امت کے لئے لائق اتباع نہ ہوتا تو حضرت ابو ہریرہؓ کبھی بھی اس قسم کی باتوں کو یاد نہ رکھتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بظاہر ایک معمولی بات کو بھی یاد کرنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ صحابہؓ کرامؓ کی نظر میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام تھا۔

۴۔ حضرت ابراہیم بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ملک شام کی طرف چلے گئے تھے کہ وہاں ان کی ملاقات حضرت کعب احبار سے ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی اور حضرت کعبؓ تو رات سے بیان کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ بحث اس جگہ پہنچ گئی کہ جمعہ میں وہ کون سی ساعت ہے جو متبرک ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ جمعہ کے دن ہی ایک ساعت ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کی جائے۔ (الخ) حضرت کعبؓ کہتے تھے وہ ایک جمعہ میں نہیں بلکہ سال کے کسی جمعہ میں ایک ساعت ہے حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ ایسا نہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ جب مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹے تو وہاں حضرت عبداللہ بن سلام (جو تو رات کے بھی بڑے عالم اور ماہر تھے) سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے سارا ماجرا سنایا اور وہ بھی کہا جو حضرت کعبؓ نے کہا تھا اس پر حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ حضرت کعبؓ نے لاعلمی میں یہ بات کہی ہے ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بعد میں حضرت کعبؓ نے اس سے رجوع کر لیا تھا (المصنف لعبد الرزاق جلد ۲ ص ۲۶۴)

نسائی شریف کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کعب نے اس بات کی تصدیق کی اور حضرت ابو ہریرہ کے کلام کو درست پایا تھا۔
(نسائی شریف جلد ۱ ص ۲۱)

اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کا حافظہ نہایت قوی تھا اور حضرت کعب جو تورات کے بھی عالم تھے حضرت ابو ہریرہ کی قوت حافظہ کی داد بغیر نہ رہ سکے اور تورات کے دوسرے بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلام نے بھی حضرت ابو ہریرہ کے قول کی تصدیق فرمائی۔ جبھی تو حضرت کعب یہ فرمایا کرتے تھے کہ

میں نے ابو ہریرہ سے زیادہ جاننے والا تورات کے بارے میں بھی کسی کو نہ دیکھا
(الاصابہ جلد ۴ ص ۲۰۸)

نیز سیدنا حضرت ابو ہریرہ کا صحت حدیث پر اصرار کرنا اور تورات کی اس بات کو تسلیم نہ کرنا بھی اس بات کو بتلا رہا ہے کہ ان کے ہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی کیا اہمیت اور اس کا ادب کتنا تھا۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے ہمارے سامنے ایک حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاند اور سورج قیامت کے دن بے نور کر کے دو ٹکڑوں کی طرح دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے میں نے یہ سن کر کہا کہ انہوں نے کیا خطا کی ہے؟ اس پر ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہا ہوں (اور تم دلیل مانگ رہے ہو۔ ہمارے لئے یہی کافی

ہے کہ آپ نے ارشاد فرمادیا۔ دلیل یا علت و حکمت کی ضرورت نہیں،
یہ سن کر میں خاموش ہو گیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہؓ کے اس طرز عمل سے معلوم ہوا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بلا چون و چرا تسلیم کرنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ اور ایک مومن
اسی وقت مومن کہلانے کا مستحق ہے جب وہ بغیر کسی دلیل کے ارشادات
رسول کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گندہ ابو ہریرہؓ پر
ہوا اور آنجا لیکہ آپ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان فرما رہے
تھے کہ:

جو شخص جنازے کے پیچھے جائے پھر اس کی نماز جنازہ پڑھے
اس کے لئے قیراط بھر ثواب ہے اور جو کوئی اس کے دفن
ہونے تک ٹھہرا رہے تو اس کے لئے دو قیراط بھر ثواب ہے
اور ایک قیراط احد پہاڑ سے بھی (ثواب کے لحاظ سے) بہت
بڑا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے ابو ہریرہؓ جس حدیث
کو آپ بیان فرما رہے ہیں ذرا اسے دوبارہ دیکھ لیجئے کہ کہیں اشتباہ
تو نہیں ہو رہا، یہ سن کر حضرت ابو ہریرہؓ حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے ام المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کو خوش
رکھے کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہیں سنی؟

(اور مذکورہ حدیث بیان فرمائی) حضرت عائشہ صدیقہ نے یہ سن کر فرمایا۔
اللھم نعم خدا کی قسم ایسا ہی سنا ہے۔

جب حضرت ابو ہریرہ نے آپ سے تصدیق فرمائی تو پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت بازاروں اور باغات نے مشغول نہیں کر رکھا تھا۔ میری تو یہ خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی حدیث مجھے سکھا دیا کریں یا ایک لغت اپنے دست مبارک سے کھلا دیا کریں اس کے علاوہ تو میری کوئی خواہش ہی نہیں ہوتی تھی۔ پھر کوئی کہ میں بازاروں اور باغات میں مشغول ہو سکتا تھا، آپ کے اس ارشاد فرمانے کے بعد حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ :

آپ ہم میں سب سے زیادہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہا کرتے تھے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جاننے والے ہیں۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۳ البیہ جلد ۸ ص ۸)

مسلم شریف کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ نے تصدیق فرمائی تو حضرت عبداللہ ابن عمر نے (افسوس کے ساتھ) ان کلموں کو جو آپ کے ہاتھ میں تھیں زمین پر پھینکا اور فرمایا۔
لقد فرطنا فی قراریط کثیرہ (مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۰۷)

حضرت عبداللہ بن عمر اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ جلیلی جلیل القدر ہستیوں کا حضرت ابو ہریرہ کی روایت پر اعتبار کرنا اور اس کی تصدیق کرنا سیدنا ابو ہریرہ کے قوت حافظہ کے غیر معمولی ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

شیخ مصطفیٰ احسن السباعی اپنی تالیف السنۃ ومکانہا فی التشریع
الاسلامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

ایسا صحابی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ۴۰
سال تک کبار صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب
نزد رہنے والوں یعنی ازواج مطہرات اور عام صحابہ کے سامنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مسلسل بیان کرتا رہا ہو
اور وہ سب کے سب اس کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے
اور روایت حدیث میں اس کی بزرگی کا اعتراف کرتے رہے
ہوں۔ تابعین اس سے احادیث رسول سننے کے لئے جوق در
جوق آتے رہے ہوں۔ علماء و تابعین کے سرکردہ متفق، پرہیزگار
اور جہد ہی تابعی امام سعید بن المسیب اس سے نہ صرف علم اور
احادیث حاصل کریں بلکہ اپنی و ختر نیک اختر کی شادی اس
سے کر کے علمی قرابت کی تقویت کے لئے عائلی قربت بھی
حاصل کریں اس سے حدیث حاصل کرنے والے محدثین کی
تعداد آٹھ سو تک پہنچی ہو۔ پھر یہ سب کے سب صحابہ و تابعین
اس کی جلالت و قابل اعتماد ہونے پر متفق ہوں اور تیرہ صدیوں
تک تاریخ اسلام میں اس کا نام سرفہرست رہا ہو۔ یہ تمام
باتیں اس کی صداقت و دیانت اور روایت حدیث میں ثقہ
اور معتمد ہونے پر وہ سچی اور محکم شہادت دیتی ہیں جو علی الاعلان

گواہی دے رہی ہے کہ اسلام کی تاریخ میں اس مقام پر کوئی
بھی صحابی نہیں پہنچا جس پر حضرت ابو ہریرہؓ پہنچے ہوئے ہیں۔
(ماخوذ از ماہنامہ الرشید ساہیوال رجب ۱۳۹۹ھ ص ۳)

اسی لئے جب علی بن الحسینؑ نے سعید بن مسکانہ سے ابو ہریرہؓ کی
زبانی ایک حدیث سنی تو علی بن حسین نے سعید سے دریافت فرمایا کہ:
انت سمعت هذا من ابی ہریرہ قال سعید نعم (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۲۲)
کیا تو نے یہ ابو ہریرہؓ سے سنی ہے؟ سعید نے کہا کہ ہاں!
ان سے سنی ہے۔

جس سے اس امر کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ روایت کے مستند
اور معتقد ہونے کا پتہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی ہو جاتا تھا۔
اس لئے کہ وہ آپؐ کو اچھی طرح یاد ہوتی تھی اور جیسا سنتے تھے ویسا
بیان فرما دیتے تھے۔

نوٹ: سیدنا حضرت ابن عمرؓ کا حضرت ابو ہریرہؓ سے درخواست کرنا
کہ ذرا اسے دوبارہ دیکھ لیجئے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ معاذ اللہ حضرت
ابو ہریرہؓ بغیر سنی سنائی حدیث روایت فرما دیا کہ تھے تھے۔ علامہ نووی
نارج مسلم (۶/۶۷) دیکھتے ہیں کہ:

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے کثرت روایت پر حضرت
عبداللہ بن عمرؓ کو اس امر کا گمان ہوا کہ اشتباہ ہو گیا ہے
اور ایک حدیث دوسری حدیث میں خلط ملط ہو گئی ہوگی اس لئے

کہا دیکھ لیجئے کہ کہیں ایسا تو نہیں، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ابوہریرہ
 بغیر بنی سنانی حدیث بیان کرتے تھے۔ اس لئے کہ حضرت
 ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ کا مقام اس سے بہت اعلیٰ وارفع
 ہے کہ ایک اس قسم کی بدگمانی کریں اور دوسرے اس طرح
 روایت کریں۔ (نوعی شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۰۷)

سیدنا حضرت ابوہریرہ کو جن جن اشخاص نے اس کی طرف توجہ دلائی
 ہے ان سب کا مطلب یہ تھا کہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہایت احتیاط
 سے بیان ہونی چاہیئے۔ صحابہ کرام سے بڑھ کر امت میں کون عادل ہو
 سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کو اس معاملے میں تنبیہ
 کرنا اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ امت میں کوئی بڑے سے بڑا محدث
 ہی کیوں نہ ہو جب وہ حدیث کی روایت کرے تو اس کو بدرجہ اولیٰ
 حزم و احتیاط کا خیال رکھنا ہوگا۔

بہر حال سیدنا حضرت ابوہریرہ دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 برکت سے احادیث کریمہ کے ایسے حافظ ہوئے جس کی نظیر ملنی مشکل
 ہے۔ بہت سی مرتبہ کسی مسئلہ پر کوئی پریشانی واقع ہو جاتی اور حضرت
 ابوہریرہ سے اس کا حل مانگا جاتا تو آپ نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی احادیث سے اس مشکل کا حل بیان فرمادیتے۔

ایک مرتبہ لوگوں کو مکہ کے راستے میں آندھی نے آیا حضرت
 عمر بن الخطاب بھی تھے۔ آپ بھی پریشان ہوئے۔ آپ نے

ساتھیوں سے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس مسئلہ میں کوئی حدیث سنا
 دے۔ کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں
 کہ جب مجھے اس بات کی اطلاع ملی تو میں حضرت عمر کی طرف
 روانہ ہو گیا اور ان سے جا ملا۔ میں نے کہا، یا امیر المومنین یہ
 خبر ملی ہے کہ آپ نے آندھی سے متعلق کوئی بات پوچھی ہے۔
 (تو نیٹے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا
 کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کبھی رحمت سے کراتی ہے
 اور کبھی عذاب سے کہ جب تم اسے پاؤ تو بڑا بھلا نہ کہو۔ بلکہ
 اللہ تعالیٰ سے اس کا خیر طلب کرو۔ اور اس کی آفت سے پناہ
 مانگو۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۸ ص ۴۰۹)

حفظ حدیث کی خاطر بھوک پیاس برداشت کرنا

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے کتنی محنت اور مشقت سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی احادیث کریمہ حاصل کی ہیں۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے حضرات
 صحابہ کرامؓ نے جو مالی و جانی قربانیاں دیں اور حالات کے نازک سے
 نازک موڑ پر اس دین قیم کی حفاظت کی اور اپنے خون سے شجر اسلام کی
 آبیاری کی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اگر ان حضرات کی یہ قربانیاں نہ
 ہوتیں اور وحی الہی کی حفاظت کے سلسلہ میں یہ مجاہدے نہ ہوتے تو معلوم
 نہیں ہم تک اسلام صحیح صورت میں پہنچ بھی سکتا یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان

اکابر پرہیزی رحمت کی بے شمار بارشیں فرمائے۔ (آمین)
 سیدنا ابو ہریرہؓ پر بھی ایسے حالات آئے تھے اور کئی دفعہ آپ پر
 ایسا وقت بھی آیا کہ بھوک اور پیاس نے بڑا حال کر دیا تھا۔ لیکن اس
 کے باوجود رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد کرنے اور معلوم
 کرنے کے لئے بے تاب رہا کرتے تھے۔ محبوب کے الفاظ سے
 لاعلم رہیں اس کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔ اس وقت اپنا حال خود بیان
 کرتے ہیں کہ:

میں نے وہ صورت حال بھی دیکھی ہے جبکہ رحمتِ عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے دریا
 بے ہوشی کی حالت میں گر جایا کرتا تھا اور آنے والا آتا اور
 اپنے پیرو میری گردن پر رکھتا تھا۔ اور یہ سمجھتا تھا کہ مجھ کو
 جنون ہے۔ حالانکہ صورت حال کچھ اور تھی مجھ کو جنون وغیرہ کچھ
 نہ تھا۔ مجھ کو تو صرف بھوک کی شدت تھی (ریاض الصالحین
 ص ۲۷۱ الترغیب جلد نمبر ۳ ص ۱۱۱)

کبھی کبھی بھوک کی شدت سے آپ سے سیدھا بھی بیٹھا نہ جاتا
 تھا تو کہنی سے زمین پر ٹیک لگا کر دراز ہو جایا کرتے تھے۔ آپ

سے شاید عرب میں اس وقت جنون کا یہی علاج سمجھا جاتا ہو کہ مجنون کو
 گردن پر پاؤں رکھ دیا جائے تاکہ اسے سکون مل جائے (واللہ اعلم)

فرماتے ہیں :
 خدا کی قسم میں در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھوک
 کی وجہ سے اپنا پیٹ زمین سے لگا دیتا تھا۔ اور کبھی ایسا ہوتا
 تھا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے ایک پتھر پیٹ پر باندھ
 لیتا تھا در بخاری شریف ۲/ ص ۹۵۵۔ ریاض الصالحین ص ۲۳۹
 آپ فرماتے ہیں :

ایک روز میں صنفہ میں موجود تھا۔ ہمارے لئے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کھجوریں بھجوائیں۔ اس وقت ہماری
 بھوک کا عالم یہ تھا کہ ایک ایک کھجور کھانا نفس نے گوارا نہ
 کیا بلکہ ہر ہر لقمہ میں جلدی جلدی درد کھجوریں کھانے لگے۔
 اور سب نے ایک دوسرے کو کہہ دیا کہ درد کھجوریں ملا کر
 کھائیں۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد ۱، ص ۲۳۹)
 آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ :-

لوگ کہا کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ کثرت سے احادیث سناتا
 ہے۔ خدا کی قسم میرا حال یہ تھا کہ بھوکے رہتے ہوئے بھی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا میں کسی حال میں بھی آپ
 کو چھوڑنا گوارا نہ کرتا تھا (نہ مجھے کھانے کے لئے گھوٹ کی روٹی
 میسر تھی نہ پہننے کے لئے کپڑے۔ نہ ہی میرا کوئی خادم تھا۔ میں
 اپنے پیٹ کو بھوک کی وجہ سے ریت سے چٹائے رکھتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد نمبر ۳۷)

آپ یہ بھی فرماتے ہیں:

ایک دفعہ ایسے ہی میں بیٹھا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ کا گزر ہوا تو میں نے اُن سے قرآن کریم کی ایک آیت کے بارے میں معلوم کیا۔ اور مقصد یہ تھا کہ اس پہلے آپ مجھے اپنے ساتھ لے جا کر کچھ کھلا دیں گے۔ لیکن وہ یوں ہی گزر گئے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کا گزر ہوا اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ ابو القاسم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے میرے چہرے سے بھوک کا اندازہ فرما لیا۔ ارشاد فرمایا: ابو ہریرہؓ۔ میں نے عرض کی حضور حاضر ہوں اور آپ کے ہمراہ ہو لیا۔ اور خانہ اقدس میں پہنچا۔ چنانچہ آپ نے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں داخل ہو گیا۔ وہاں دودھ کا ایک پیالہ رکھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ کہاں سے آگیا؟ جواب ملا کہ کوئی شخص یا فلاں عورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ دے گئی ہے۔ آپ نے یہ سن کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ابو ہریرہؓ جاؤ اور اہل صفہ کو بلا لاؤ۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ان (صحاب صفہ) کے نہ رہنے کا کوئی ٹھکانہ تھا اور نہ کھانے کا کوئی سہارا۔ مسجد میں رہا کرتے اور جب کہیں سے کوئی صدقہ آجاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کھلادیا کرتے۔

یا تحفے میں سے کچھ حصہ اُن کو بھیجا دیتے۔ چنانچہ اس دودھ کے لئے مجھے کچھ خیال سا گزرا کہ اتنا سا دودھ اور اتنے اصحاب صفہ کیسے پی کر پورا کر پائیں گے۔ یہ تو میں تنہا ہی پی جاتا۔ تاکہ کم از کم میرا کیلے کا ہی پیٹ بھر جاتا۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننی فرض تھی۔ چنانچہ میں نے ان سب کو بلایا۔ وہ آگئے تو آپ نے فرمایا ابوہریرہ یہ پیالہ ان کو دے دو۔ میں نے ایک شخص کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے پیا پھر دوسرے کو دیدیا۔ اس نے پیا۔ اسی طرح تیسرے کو۔ حتیٰ کہ سب پی چکے اور آخر میں وہ پیالہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے پیالہ لیا اور مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ اب میں اور تم ہی باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ اب تم بیٹھ کر پیو۔ میں بیٹھ گیا اور پیا۔ آپ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا۔ واللہ اب میرے پیٹ میں جگہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے پیالہ لے لیا اور اول اللہ کی تعریف فرمائی۔ پھر بسم اللہ فرماتے ہوئے بقیہ دودھ نوش فرمایا۔ وبخاری شریف جلد ۲ ص ۹۵۵۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۵

نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرزِ عمل میں ہزار ہا

ہدایات شریعت و طریقت سے متعلق موجود ہیں اسوقت ہمارا موضوع یہ نہیں
بتلانا صرف یہ ہے کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے حفظِ حدیث کی خاطر کسی کمی
تکالیف کا سامنا کیا اور احادیث کو یاد فرمانے کی کوشش فرمائی ہے مزید
فرماتے ہیں کہ :-

اوقات نماز کے علاوہ اگر کوئی اہل صفہ میں سے نکل کر مسجد نبوی
کا رخ کرتا تو اس کا واحد مقصد بھوک کی شدت ہوتی۔ اکثر ایسا
ہوتا کہ وہاں اسی حال میں مبتلا کچھ اور لوگ مل جاتے۔ ایک
دن میں بھی اسی حال میں نکل کر مسجد میں پہنچا تو کچھ لوگ ملے
انہوں نے پوچھا۔ ابو ہریرہؓ تم کو اس وقت کس چیز نے نکالا۔
میں نے کہا بس بھوک کی شدت نے۔ کہنے لگے واللہ ہم کو
بھی بھوک ہی نے نکلنے پر مجبور کیا۔ (چنانچہ ملے ہوئے ہو کر رحمتِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے آئے ہم سب اٹھ کر
چلے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
آپ نے دریافت فرمایا اس وقت کیسے آنا ہوا؟ عرض کی
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک لائی ہے۔ رحمتِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کا ایک طباق منگوایا اور ہم میں
سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا یہ دو کھجوریں کھاؤ
اور اس کے بعد پانی پیو۔ یہی دو کھجوریں تمہیں آج کے لئے
کافی ہوں گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک کھجور

کھالی اور دوسری اپنے دامن میں اٹھا کر رکھ دی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے یہ کھجور کس لئے اٹھا کر رکھ لی۔ میں نے عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ اپنی والدہ کے لئے رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کو کھا لو۔ ہم ان کے لئے بھی تم کو دو کھجوریں دیں گے چنانچہ میں نے وہ کھجور بھی کھالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی والدہ کے لئے مزید دو کھجوریں بھی عنایت فرمائیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک اور واقعہ پیش آگیا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کچھ گفتگو فرمائی اور پھر فرمایا۔ ابو ہریرہ یہ تمہارے منہ سے بڑکیوں آرہی ہے؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بغیر افطار کے مسلسل روزہ سے ہوں۔ اور کوئی ایسی چیز میرے پاس نہیں کہ میں اس سے افطار کر لوں۔ (یعنی کئی روز سے بھوکا ہوں) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا چلو۔ میں گھر تک ساتھ چلا گیا۔ آپ نے اپنی ایک باندی کو آواز دی۔ پھر ارشاد فرمایا ذرا یہ پیالہ اٹھا لاؤ وہ پیالہ لے آئی۔ اس میں کچھ حقوڑا سا بچا ہوا کھانا تھا۔ شاید جو تھے جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول

فرمایا تھا اور کناروں میں کچھ تھوڑا سا لگا ہوا رہ گیا تھا میں نے بسم اللہ کی اور سمیٹ سمیٹ کے کھانے لگا۔ یہاں تک کہ اسی سے شکم سیر ہو گیا۔
حضرت عبداللہ بن شفیق کہتے ہیں کہ:

میں ایک سال حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ رہا۔ ایک دن فرمانے لگے کاش تو ہمارا وہ زمانہ بھی دیکھتا کہ جب کئی کئی دن ہم پر ایسے گزرتے تھے کہ اتنا کھانا بھی میسر نہ آتا تھا جس سے ہم اپنی کمرہ سیدھی کر لیں۔ یہاں تک کہ مجبور ہو کر پیٹ سے پتھر باندھتے تاکہ کمر سیدھی ہو سکے۔

فتح الباری جلد ۱۱ ص ۲۴۲، سیرۃ المصطفیٰ ص ۳۵۴
امام التابعین سیدنا سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ:

میں نے حضرت ابو ہریرہ کا یہ حال بھی دیکھا ہے کہ آپ بازار کا چکر لگاتے پھر گھر واپس آتے اور فرماتے کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے۔ اگر گھر والے کہتے نہیں تو فرماتے

پس میں روزہ سے ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۸۲)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ ان تنگ حالیوں کے باوجود کھانے کے حریص نہ تھے اور کبھی آپ پر پیٹ کی طبع نے غلبہ نہ پایا۔ ہمیشہ اتنے پر اکتفا کرتے جتنا آپ کے لئے کم سے کم کافی ہوتا۔ اگر آپ کے پاس پندرہ کھجوریں ایک ساتھ ہو جاتیں تو پانچ کھجوروں سے افطار کرتے اور

پانچ سحر میں کھاتے اور بقیہ پانچ افطار کے لئے رکھ دیتے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۸۴)

حالانکہ آپ پر فقر کی آزمائشوں کا ایک طویل زمانہ گزرا تھا۔ مگر اس کے باوجود ہمیشہ قناعت والی زندگی بسر فرمایا کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خوشحالی اور آسودہ زندگی کا دور شروع ہوا۔ اس وقت بھی آپ نے شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ ہمیشہ اپنے ایام فقر کو یاد کرتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک جماعت کے پاس سے آپ کا گزر ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے تھے کہ جو کی روٹی بھی کبھی شکم سیر ہو کہ نہیں کھائی تھی۔ (ایضاً)

مغذب بن حزن کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رات کو سفر کر رہا تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص تکبیر کہہ رہا ہے۔ جب میرا اونٹ اس کے قریب پہنچ گیا تو میں نے کہا یہ کون ہے؟ جواب ملا ابو ہریرہ میں نے کہا یہ تکبیر کیسی؟ کہا شکم کی۔ میں نے کہا کس چیز پر؟ کہا میں بسرہ بنت عزوان کا خادم تھا۔ پھر ایسا زمانہ آیا کہ اللہ نے ان کے ساتھ میری شادی کر دی۔ اب وہ میری

اہلیہ ہیں۔

اسی دور میں آپ کے یہاں جب کوئی مہمان آتا اور گھر سے کھانا مہانوں کے لئے لایا جاتا تو حضرت ابو ہریرہ کے منہ سے تکبیر بلند ہوتی اور فرماتے۔

تحریف ہے اس اللہ کے لئے جس نے یہ غذا بخشی۔ ایک وقت وہ محتاج ہمارا کھانا صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۸)

الغرض سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ کو یاد کر کے اور اس کی خاطر بھوک پیاس صعوبت و مشقت برداشت کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شائد نے ان پر اپنا خاص فضل فرمایا اور انہیں حافظانِ حدیث کا امام و پیشوا بنایا۔ حضرت یحییٰ بن کثیر نے کتنی عمدہ بات فرمائی ہے کہ:

لا یتطاع العلم براحتہ المجہم (مسلم شریف جلد ۱ ص ۲۲۳)

جسم کی راحت کے ساتھ علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ جو حضرات اس میدان میں آتے ہیں ان پر فقر و فاقہ کی بھی آزمائش ہوتی ہے اور پھر آزمائش میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد دنیا کے علم و فضل کے آفتابِ مہتاب بنتے ہیں۔ جب کبھی ایسے حالات آئیں تو ان کا خندہ پیشانی کے ساتھ استقبال کرنا چاہیئے۔

سیدنا ابو ہریرہؓ کا حرصِ حدیث

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا حرصِ حدیث اور طلبِ حدیث بہت مشہور ہے آپ کو جہاں اور جب موقع ملتا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتے اور احادیث کہہ کر یہ حاصل فرماتے۔ اگر حوائجِ ضروریہ سے کہیں باہر جانا پڑ جاتا تو آپ کی کوشش ہوتی کہ حاجتِ بیماری کے بعد پھر درِ اقدس پر حاضر ہو جائیں۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ: لوگ کہا کرتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں خدا کی قسم اگر قرآن میں یہ دو آیت نہ ہوتیں تو میں (ابو ہریرہؓ) ایک حدیث بھی روایت نہ کرتا اس کے بعد آپ نے آیت کہ یہ ان الذین یکتون ما انزلنا من البینت والہدی سے لے کر وانا لنواب الرحیم (البقرہ ۲ ع ۳) تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا ہمارے مہاجرہ بھائیوں کو بازار میں آنے جانے کی مصروفیت رہتی اور انصار بھائیوں کو زراعت کی مصروفیت روکے رکھتی اور ابو ہریرہؓ (یعنی میں) پیٹ بھوکا رکھے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس پکڑے رکھتا اور جہاں اور نہ جاسکتے وہاں بھی جاتا اور جو باتیں اور یاد نہ رکھ سکتے انہیں بھی یاد رکھتا۔

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۱۰۰، مسلم شریف جلد ۲ ص ۳۰۲)

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کو طلبِ حدیث

کا بہت ہی شوق تھا اور آپ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسِ مبارک میں حاضر ہو کر آپ سے احادیثِ کریمہ حاصل کرتے رہتے، یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے صریح طور پر رب العزت کے ارشاد ما انزلنا میں حدیث کو بھی داخل سمجھا ہے اور آپ کے اس ارشاد پر حضرت صحابہ کرام و تابعین عظام میں سے کسی کا انکار ثابت نہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرات اکابر احادیثِ مبارکہ کو وحی الہی سمجھ کر پڑھتے اور پڑھاتے سنتے اور سناتے تھے۔ حضرت حسان بن عطیہ نے تو اس پر حضرت جبریل علیہ السلام کے آنے کی بھی صراحت کر دی ہے۔ فرماتے ہیں

كان جبرئيل عليه السلام ينزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسنه
كما ينزل عليه بالقرآن ويعلمه اياها كما يعلمه القرآن
(قواعد الحديث من فنون مصطلح الحديث ص ۵۵)

حضرت جبریل علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سنت لے کر بھی اسی طرح اترتے تھے جس طرح قرآن کریم لے کر نزول فرماتے اور آپ کو سنت بھی اسی طرح سکھاتے تھے جس طرح آپ کو قرآن سکھاتے تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کی حرمِ حدیث کا علم تھا اور آپ کے طلبِ حدیث کا اندازہ تھا۔ اسی لئے آپ بھی ان کے ساتھ ویسا ہی کریمانہ برتاؤ فرمایا کرتے تھے اور ان کی حرمِ حدیث اور طلبِ حدیث کے پیش نظر انہیں احادیثِ کریمہ سے نوازا کرتے

تھے۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ :
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ قیامت کے
 دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ کون مستحق ہوگا۔ آپ
 نے فرمایا ابو ہریرہ میں جانتا تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی یہ حدیث
 مجھ سے نہیں پوچھے گا۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تجھے حدیث
 سننے کی کیسی حرص ہے (یعنی پھر یہ حرص بہت ہے سواب سن لے)
 سب سے زیادہ میری شفاعت کا نصیب ہونا اس شخص کے
 لئے ہوگا جس نے اپنے دل میں یا اپنے جی میں خلوص کے ساتھ
 لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ (بخاری شریف جلد ۱ ص ۲)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کوئی ہے
 ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں
 ہی کو بتا دے جو ان پر عمل کریں۔ میں بولا یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں
 بتلائیں۔ (المحدث رواہ احمد ترجمان السنۃ ص ۱۹۹)

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ :
 حضرت ابو ہریرہ کی طلب اور حرص حدیث اس بات کا پتہ دیتی
 ہے کہ حدیث ان دنوں قانون اسلامی کے ماخذ اور دین کا سرچشمہ
 علم ہونے کی حیثیت سے مسلم مٹی اور صحابہ کی کوشش ہوتی تھی
 کہ اس کو پوری محنت سے یاد کیا جائے۔ اس کی حفاظت کی جائے

اور اسے اچھی طرح سمجھا جائے۔ حدیث کی یہ اہمیت پوری پیش نظر نہ ہوتی تو صحابہ کرام حدیث کی طلب اور اسے یاد رکھنے اور اسے پوچھنے کی فکر میں یہ انداز اختیار نہ فرماتے۔

(آداب الحدیث ص ۷۵)

۳۔ حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔

آپ کے رب نے شفاعت کے بارے میں کیا کہا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے خیال کیا کہ تو ہی پہلا شخص ہو گا جو مجھ سے اس بارے میں پوچھے گا کیونکہ میں تیرے حرص علم (حرص حدیث) کو دیکھ رہا ہوں۔

(مسند احمد جلد ۲ ص ۵۱۸ جامع بیان العلم جلد ۲ ص ۲۳ (بخاری شریف جلد ۱))

اس حدیث پاک میں علم کا لفظ آیا ہے۔ مراد اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کہ یہی ہے۔ علامہ عبدالبرؒ کہتے ہیں۔

فی النجۃ الاول لما رایت من حرص علی الحدیث وفی هذا لما رایت

من حرص علی العلم فسمی الحدیث علماً علی الاطلاق ومثل ذلك

قوله صلی اللہ علیہ وسلم نصر اللہ عبداً سمع مقالتي فوعاها ثم بلغها

غيره فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الى من هو افقه منه

فسمی الحدیث فقہاً مطلقاً وعلماً — وكذلك قوله صلی اللہ علیہ

وسلم بعد اللہ بن عمرو بن العاص اذا اذن له ان يكتب حدیثہ

(قد العلم فقال له يا رسول الله صلى الله عليه وسلم وما تقيده قال
الكتاب) فاطلق على حديثه اسم العلم لمن تدبره وفهمه

(جامع بيان العلم جلد ۲ ص ۳۲)

اسی لئے حضرت ابن جریر کہتے ہیں کہ حضرت عطاء بن ابی رباح جب
کوئی بات بیان کرتے تو میں پوچھتا ہوں۔

علم اور ای خان کان اشراً قال علم وان کان ریا قال رایی

(طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۶۹)

یہ علم ہے یا رایی اگر حدیث ہوتی تو آپ فرماتے علم ہے اگر رائے ہوتی
تو فرماتے رائے ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے اس حصی حدیث اور طلب حدیث کے
پیش نظر بہت سی مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصی طور پر ان سے مخاطب
ہوتے اور احادیث کریمہ بیان فرماتے۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی
احادیث میں بہت سی احادیث ایسی بھی ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ
رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مخاطب کر کے فرماتے الاحد کھم حدیثاً
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں بھی ان کو ایک
خاص اہمیت حاصل تھی۔

ای طرح قرب و جوار کے باشندوں یا دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں
کو بھی معلوم تھا کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
بہت سی احادیث کے حافظ ہیں اور ان کی پوری توجہ حفظ حدیث و تبلیغ حدیث

پر مرکوز ہے تو آپ سے درخواست کرتے کہ احادیثِ کریمہ سنادیں حضرت
سیمان بن یسار کہتے ہیں کہ لوگ حضرت ابو ہریرہؓ سے درخواست کرتے کہ:

ایہا الشیخ حدثننا حدیثا سمعہ من رسول اللہ علیہ وسلم

(جامع بیان العلم جلد ۲، ص ۳)

سیدنا ابو ہریرہؓ کو حدیث کی اس قدر حرص تھی کہ وہ رحمتِ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے ان چیزوں کے بارے میں بھی سوال کرنے کی جرأت فرمایا کرتے
تھے جو اور صحابہ کرام پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے، حضرت ابی کعبؓ کہتے ہیں کہ
کان ابو ہریرۃ جویا علی السؤال من اشیاء لا یسألہ غیرہ (الاصابہ جلد ۲،

ص ۲۰۶)

یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیزیں
دریافت کرنے کی جرأت تھی جو ان کے علاوہ اور صحابہ نہ پوچھ سکتے تھے۔
سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے اس عمل نے بہت سی مشکلات کا حل کر دیا
اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی دریافت فرمائے
اور احادیثِ کریمہ ہمارے سامنے آگئیں۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا اُمت پر
یہ ایک بہت بڑا احسان ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه)

میراثِ نبوی کی حقیقت

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کو رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث
کریمہ، اعمالِ حسہ، مبارکہ سے اس قدر تعلق اور ربط تھا کہ جہاں آپ

اس پر پوری پابندی سے عمل کرتے تھے۔ وہاں دوسروں کو بھی قرآن و حدیث کے موضوع کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ترغیب و تلقین کرتے۔ آپ کے حرص حدیث و طلب حدیث صرف آپ تک محدود نہ تھی بلکہ جو کچھ معلوم ہوتا تھا آپ کی خواہش تھی کہ دوسروں کو بھی اس کا پتہ چل جانے اور وہ بھی احادیث مبارکہ کو حاصل کریں۔ آپ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی تعلیم و تعلم کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث قرار دیتے تھے اور لوگوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ان کو جا کر حاصل کریں۔ جب آپ لوگوں کو بازار میں دیکھتے تو فرماتے کہ مسجد چلو۔ وہاں پر میراث نبوی تقسیم ہو رہی ہے ایک مرتبہ آپ کا گزر مدینہ منورہ کے بازار پر ہوا۔ تو آپ اس میں ایک مقام پر ٹھہر گئے اور فرمایا اے بازار والو تمہیں کس چیز نے روکا ہے؟ انہوں نے عرض کی ابو ہریرہؓ کیا بات ہے؟ آپ نے کہا وہاں رسول اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے؟ اور تم یہاں بیٹھے ہو۔ جاؤ وہاں جا کر اپنا حصہ حاصل چنانچہ بازار والے مسجد کی طرف روانہ ہو گئے اور حضرت ابو ہریرہؓ ان کے لئے وہیں ٹھہرے رہے۔ جب وہ لوگ واپس لوٹے تو دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کی ابو ہریرہؓ ہم مسجد میں گئے۔ وہاں تو کوئی میراث تقسیم نہیں ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے مسجد میں کسی کو نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا ہم نے مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ نماز میں مصروف ہیں۔ کچھ حضرات تلاوت قرآن کر رہے ہیں اور کچھ حضرات حلال و حرام کے مسائل پر مذاکرہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تو کچھ نہیں ہو رہا۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ

لوگوں نے کہا کہ اس میراث تقسیم ہو رہی ہے۔

نے فرمایا تم پر افسوس! ارے یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔
(الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۰۷)

اس سے جہاں اس بات کا پتہ چلا کہ قرآن و حدیث اور فقہ کا علم حاصل کرنا درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث پانا ہے۔ وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کوئی درہم و دینار، ہائیداد و باغات وغیرہ نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث یہی قرآن و حدیث تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انبیاء کرام کی وراثت درہم و دینار نہیں بلکہ ان کی وراثت تو علم ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۵۲)

تبلیغ حدیث کا شوق

سیدنا حضرت ابو ہریرہ کو تبلیغ حدیث کا بھی بہت شوق تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دنیا کے کونے کونے تک پہنچے اور لوگ ان مبارک ارشادات کو حرز جان بنا کر ایک مثالی امت بن جائیں۔ اس مقصد کے پیش نظر آپ کے پاس جب کوئی باہر کا رہنے والا آتا تو اسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیتے اور اس کو تاکید کرتے کہ تم بھی اس بات کو آگے بیاں کرنا تاکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا ادراک کو بھی پتہ چل جائے۔ حضرت انس بن حکیم الضبی کہتے ہیں کہ:

مجھے ابو ہریرہ نے کہا کہ جب تیرے شہر والے آئیں تو ان کو بتلانا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے۔

..... الحدیث (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۰)

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ:

ہم لوگ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ کی عیادت کے لئے گئے جب آدمیوں سے ان کا گھر بھر گیا تو انہوں نے خاکساری سے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اور فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس لوگ تحصیل علم کے لئے آئیں گے۔ ان کو مرجھا کہنا۔ تحیت دینا اور علم (حدیث) سکھانا۔

(رواہ ابن ماجہ حدیث ۸۶ از مولانا اشفاق الرحمنؒ کا ندھلویؒ)

سیدنا ابو ہریرہ جب احادیث کریمہ کی روایت فرماتے تو طوالبان حدیث کا ایک ہجوم ہو جاتا اور آپ انہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ سناتے ایک مرتبہ شفی صبحیؒ مدینہ منورہ آئے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیر مٹکی ہوئی ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا ابو ہریرہ۔ جب وہ درس سے نارغ ہو چکے تو انہوں نے تنہائی میں جا کر ایک حدیث کی درخواست کی اور آپ نے اس حدیث کو بیان کیا۔ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۶۱)

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے اسی تبلیغ حدیث کے شوق اور اس کے بیان میں اس قدر پابند تھے کہ جہاں کہیں کسی امر کو خلاف شریعت دیکھتے فوراً ٹوکتے اور اس کے سامنے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ

بیان فرمادیتے۔ ایک مرتبہ ایک واقعہ پر آپ نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی اور صاف فرمایا۔

میں تم کو اس سے اعراض کرنے والا پاتا ہوں۔ مگر خدا کی قسم میں تو تمہارے سامنے اسے ضرور ظاہر کروں گا (یعنی بیان کروں گا) (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۴۵ ریاض الصالحین ص ۲۲۲)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اثر لینا

جن حضرات نے حلقہ نبوت میں تربیت پائی ہو ان سے زیادہ حدیث کا احترام کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ حضرات احضام حدیث میں سرنگوں ہو جاتے تھے اور احادیث کو یہ بیان کرتے وقت ان کے بدن پر لکچکی طاری ہو جیسا کہ تھی۔ حضرت شفیعی اصبھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے مدینہ منورہ میں ایک شخص کے گروہیت زیادہ ہجوم دیکھا انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا ابو ہریرہ۔ شفیعی کہتے ہیں میں ان کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ جب آپ درس سے فارغ ہو چکے اور تہائی ہو گئی تو میں نے ان سے کہا کہ میں آپ سے حق اور حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کریں جسکو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور سمجھا ہو اور خوب جانا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں ضرور ایسا کروں گا اور میں تجھ سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے اور میں نے اس کو جانا اور سمجھا

پھر ایک ایسی آہ بھری جس سے بے ہوشی طاری ہو گئی۔ سو ہم تھوڑی دیر
 ٹھہرے رہے۔ پھر انہیں ہوش آیا تو فرمایا البتہ میں تجھ سے ضرور ایسی
 حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ بیان
 کی تھی۔ ہمارے ساتھ سوائے میرے اور آپ کے کوئی اور نہ تھا۔ پھر
 سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے ایک ایسی ہی آہ بھری جس سے پھر بے ہوشی
 طاری ہو گئی۔ آپ پھر ہوش میں آئے اور اپنا چہرہ پوچھا اور فرمایا میں
 ضرور ایسا کروں گا کہ میں تجھ سے حدیث بیان کروں گا جو کہ حدیث
 مجھ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی۔ میں اور آپ
 اسی جگہ تھے اور ہمارے ساتھ کوئی اور نہ تھا۔ اس کے بعد پھر سیدنا
 حضرت ابو ہریرہ نے ایک آہ بھری اور ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔
 اور ایک طرف کو مائل ہوئے۔ اپنے چہرے کے بل گدھے تھے کہ
 میں نے ان کو بڑی دیر تک سہارا دیا۔ پھر بہت دیر بعد ہوش میں
 آئے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی۔

(الحديث، جامع ترمذی جلد ۲ ص ۶۱) (پوری حدیث مسلم شریف میں موجود ہے)

اس واقعہ کی روشنی میں آپ اندازہ کریں کہ یہ حضرات گرامی قدر
 کس کس طرح احادیث کرمیہ کا احترام کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی احادیث کرمیہ کی روایت فرماتے ہوئے ایک ذمہ داری اور امانت
 سمجھتے تھے۔ ان حضرات گرامی قدر کے بارے میں یہ تصور قائم کرنا اور
 اور اس قسم کا پرہیزگارانہ کردار کہ انہوں نے گھر گھر کر احادیث بیان کیں

کس قدر کھلا جھوٹ اور بہتان طرازی ہے۔
حضرات صحابہ کرام کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ اس
وعید کی سختی کا بھی اندازہ تھا کہ جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے
اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ کیسے غلط باتیں کہہ سکتے
تھے۔ کچھ تو غور کریں۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ بھی احادیث کریمہ کی روایت فرماتے ہوئے
جہاں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نہایت ادب و احترام کے
ساتھ یاد کرتے تھے وہیں ان کے پیش نظر مذکورہ حدیث بھی ہوتی تھی۔ الاصابہ
میں ہے۔ آپ احادیث سننا بھی اسی حدیث سے شروع کیا کرتے تھے۔
کان یتبدی حدیثہ بان یقول قال رسول اللہ الصادق المصدق ابو
القاسم صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیستہ بمقعدہ من النار
(الاصابہ جلد ۴ ص ۲۰۸)

حضرت ابو ہریرہ کی محبت رسولؐ

حضرات صحابہ کرام کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو محبت تھی
ایسی محبت نہ اس سے پہلے کسی امتی نے اپنے نبی کے ساتھ کی ہے نہ
چشم فلک اس کے بعد دیکھ سکے گا۔ صحابہ کرام کی محبت ایک لاثانی محبت
تھی۔ انہی اکابر میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ بھی تھے۔ آپ کو تو رحمت عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت ایک پل کے لئے بھی گوارا نہ تھی۔ رحمت عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھا ہی آپ کا سکون ہوتا تھا۔ دشمنانِ دین کی طرف سے خطرات کے پیش نظر اگر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا دیویر کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے تو آپ کو بے حد پریشانی ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک دن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ کسی ضرورت سے اٹھے۔ پلٹنے میں زیادہ دیر ہو گئی تو صحابہ کرام گھبرا گئے (سعیدنا حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ) میں وہ پہلا شخص ہوں کہ جس نے گھبراہٹ محسوس کی چنانچہ میں آپ کی جستجو میں نکل پڑا۔ میں بنی نجار کے انصار کے باغ میں پہنچا۔ میں نے اس باغ کا چکر لگایا کہ اندر جانے کا کوئی راستہ مل جائے۔ مجھے (جلدی میں) راستہ نہ ملا۔ میں نے دیکھا کہ ایک پانی کی نالی باغ کے اندر جا رہی ہے۔ جو باہر کنویں سے آتی تھی۔ میں سنا اور اس راستہ سے اندر جا کر آپ کو پایا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ ابو ہریرہ ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے میں نے عرض کی کہ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ پھر آپ اٹھ کر تشریف لے گئے اور آپ نے آنے میں دیر کر دی۔ تو ہمیں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ہمارے پیچھے کوئی تکلیف نہ دی گئی ہو۔ ہم سب گھبرائے اور میں پہلا آدمی ہوں جس نے یہ گھبراہٹ محسوس کی اور میں اس باغ تک چلا آیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر اس میں داخل ہوا۔ (الحديث)

مسلم شریف

ایک مرتبہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے وجہ دریافت کی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (میں بھوکا ہوں اور) بھوک کی وجہ سے کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر رونے لگا۔ رحمت عالم نے فرمایا ابو ہریرہؓ مت روؤ۔ (کنز العمال جلد ۴ ص ۴۷)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری حالت یہ ہے کہ جب آپ کو دیکھ لیتا ہوں تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

رواہ البخاری فی الادب المفرد ترجمان السنۃ جلد ۲ ص ۱۸

اس قسم کے ایک دو نہیں ہزاروں واقعات حضرات صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں نظر آئیں گے۔ تفصیل کے لیے احقر کا رسالہ ”صحابہ کرامؓ اور حب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم“ ملاحظہ کیجئے

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب

باادب بالنعیب بے ادب بے نصیب مشہور ہے۔ ادب ہی انسان کو ترقی دلاتا اور اس کے ظاہر و باطن کا پتہ دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرنے والا کوئی نہیں سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا شمار بھی انہی باکمال لوگوں میں تھا۔ آپ رحمت عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی ادب و احترام کرتے تھے اور ظاہر و باطن کی صفائی لے کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر پہنچتے تھے البورانی حضرت ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ :

ایک دن (بلا ارادہ) رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی در آنحالیکہ میں جنبی تھا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ہمراہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے (میں نے پسند نہ کیا کہ اس حالت میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھوں) میں آہستہ سے کھسک گیا اور فوراً غسل کر کے واپس آ گیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا ! ابو ہریرہ ! کہاں گئے تھے۔ میں نے حقیقت بیان کر دی کہ میں جنبی تھا اور میں نے پسند نہ کیا کہ اس حالت میں آپ کے ساتھ بیٹھوں۔ چنانچہ میں غسل کرنے چلا گیا تھا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبحان اللہ ! مومن (ایسا) ناپاک نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا بونابات کرنا منع ہو جائے) بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۳۵ ۲۳۸ (

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ملاحظہ کیجئے۔ علمائے دین سے اس بات کا بھی سبق دیا کہ جس طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ضروری ہے۔ اسی طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

احادیث کریمہ کا بھی احترام و اکرام ضروری ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ کو بھی بلا وضو نہ پڑھے نہ بیان کرے۔ نہ جھوٹے۔ حضرات محدثین احادیث کریمہ کی کتابت کرتے تو طہارت وضو کے ساتھ کرتے تھے اور حضرت امام بخاری کے بارے میں تو مشہور ہے کہ ہر حدیث کی تخریج سے پہلے غسل فرماتے۔

(فضل اباری للشیخ العثماني جلد ۱ ص ۶۱)

معلوم ہوا جب تک احادیث کریمہ کا ادب دل میں نہ ہو علم کا نور اس کے قلوب میں نہیں آسکتا۔

از خدا خواہیم توفیقے ادب
بے ادب محروم گشتے از فضل رب

حضرت حسنؓ سے محبت

حضرات صحابہ کرام رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا نہایت ہی احترام و اکرام کرتے تھے۔ ان کی خوشی ان کی خوشی، ان کا غم ان کا غم تھا۔ یہ جو تاثر پھیلانے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے کہ معاذ اللہ وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے ہر گز صحیح نہیں بلکہ سراسر جھوٹ ہے بیدنا حضرت ابو ہریرہؓ حضرت حسنؓ سے کس قدر محبت کرتے تھے اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:

حضرت عمر بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا

کہ وہ حضرت حسن بن علی سے ملے اور انہوں نے کہا کہ اپنے پیٹ سے کرتا اٹھائیے۔ جس جگہ کا میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں اسی جگہ بوسہ دوں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا اور حضرت ابو ہریرہ نے اسی جگہ کا بوسہ لیا۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۴۲۶)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت حسن نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے کہا: وعلیک السلام یا سیدی۔ حضرت ابو ہریرہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کہتے ہیں کہ اے میرے سردار۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ سردار ہیں۔

(کنز العمال جلد ۷ ص ۱۰۴ مستدرک جلد ۳ ص ۱۶۹)

ایک مرتبہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا کہ تم حضرات حسن اور حسینؑ کو اس قدر کیوں محبوب رکھتے ہو؟ یہ سن کر حضرت ابو ہریرہؓ سمٹے اور بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ..... (پھر فرمایا) تو کیا اے مروان میں ان کو دوست نہ رکھوں، ان سے محبت نہ کروں۔ اور میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے دیکھا ہے۔

(طبرانی۔ حیاة الصحابة جلد ۲ ص ۵۳۲)

تین عظیم حادثے

سیدنا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ مجھے اسلام میں تین مصیبتیں ایسی لگیں کہ اس جیسی مصیبت مجھے کبھی نہیں لگی۔

۱۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سانحہ ارتحال اور میں آپ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔

۲۔ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۳۔ مزدود (توشہ دان) لوگوں نے پوچھا کہ ابو ہریرہ توشہ دان کی کیا بات ہو گئی؟ آپ نے فرمایا کہ ہم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا توشہ دان میں کھجوریں ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو لے آؤ۔ میں نے وہ نکالیں اور آپ کے پاس لے آیا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ پھیرا اور ان پر دعائے برکت فرمائی۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلالو، میں دس کو بلال لایا۔ انہوں نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ اسی طرح برابر آپ فرماتے رہے۔ میں بلاتارہا حتیٰ کہ تمام لشکر نے کھایا اور میرے پاس توشہ دان میں کھجور بچ رہے۔ پھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ جب تیرا ارادہ ہو کہ تو اس میں سے کچھ لے تو اپنا ہاتھ اس میں ڈال کر لے لیا کرتا اور اسے بالکل

جبارؓ کو خالی نہ کر دینا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اسی میں سے کھایا اور سیدنا حضرت ابوبکرؓ کی ساری زندگی اسے کھاتا رہا۔ اور اسی سے سیدنا حضرت عمرؓ کی زندگی میں کھاتا رہا اور اسی سے سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ کی ساری زندگی کھاتا رہا۔ جس دن سیدنا حضرت عثمان بن عفانؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ وہ توشہ دان بھی کہیں گے کہ ضائع ہو گیا۔ (اور یہ تین حادثے میری زندگی کے بہت ہی ربخہ والم کے ہیں)

(البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۱۱۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۵ حیاة الصحابة جلد ۲ ص ۴۱۹)

حاکمیت سے کنارہ کشی

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کو اللہ تعالیٰ شانہ نے انتظامی امور میں بھی نہایت قابلیت عطا فرما رکھی تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آپ پر پورا اعتماد و اعتبار تھا۔ ایک مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی حفاظت ان کے ذمہ کر رکھی تھی۔ وہاں ایک عجیب و غریب واقعہ بھی پیش آیا تھا۔ (دیکھیے بخاری شریف)

سیدنا حضرت عمرؓ نے بھی اپنے دورِ خلافت میں حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کو بحرین کا حاکم بنایا۔ پھر کسی مصلحت کی بنا پر آپ کو واپس بلا لیا۔ پھر ایک مرتبہ آپ کو کسی جگہ کا حاکم بنانا چاہا تو سیدنا حضرت ابوہریرہؓ نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا۔ یعنی حاکم بننے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمرؓ

نے کہا کہ آپ حکومت کا عہدہ قبول کرنے سے کیوں انکار کرتے ہیں؟ حکیمہ اللہ کے پیغمبر سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو مانگا تھا۔ اور وہ آپ سے زیادہ بہتر تھے۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو اللہ کے رسول تھے۔ اللہ کے رسول کے صاحبزادے تھے۔ میں تو امیمہ کا بیٹا ابو ہریرہ ہوں۔ مجھے تین اور دو باتوں سے ڈرنا ہے۔ یعنی پانچ سے۔

۱۔ بغیر علم اور بغیر سند کے کوئی بات کہہ دوں یا مسئلہ بتا دوں۔

۲۔ غلطی سے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کوئی فیصلہ کر دوں۔

۳۔ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس سے میری پیٹھ پرہ کوڑے مارے جائیں۔

۴۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرا مال بحق سرکار ضبط کر لیا جائے۔

۵۔ اور مجھے گایاں دی جائیں۔

یعنی حکومت لینے میں یہ خطرات ہیں جن کے باعث میں اسے قبول کرنے سے معذور ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۸۱)

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا شوق عبادت

سیدنا حضرت ابو ہریرہ علمی و حدیثی انہماک کے ساتھ ساتھ عبادت اور ذکر الہی میں بھی پیش پیش تھے۔
حضرت ابو عثمان المذنی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ کے گھر

سات رات مہمان رہا۔ آپ کے گھر میں تین آدمی تھے۔ آپ کی اہلیہ اور آپ کا خادم۔ ان تینوں نے آپس میں رات تقسیم کر رکھی تھی۔ یعنی رات کے تین حصے کر رکھے تھے۔ ایک حصہ میں حضرت ابوہریرہ اٹھ کر عبادت کرتے تھے دوسرے میں ان کی اہلیہ تیسرے میں آپ کا خادم۔ غرضیکہ حضرت ابوہریرہ کے مکان میں ساری رات اللہ کی عبادت ہوا کرتی تھی۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۸۲)

سیدنا حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ :

میں دن میں بارہ ہزار مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور یہ میرے دین کے حصہ کے برابر ہے یا یوں کہا کہ اللہ کے دین کے مرتبہ کے برابر ہے (حیۃ الصحابہ جلد ۲ ص ۲۴۵ بحوالہ حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۴)

سیدنا حضرت ابوہریرہ کے پوتے حضرت نعیم فرماتے ہیں کہ : ہمارے دادا جان کے پاس ایک تاگہ تھا جس میں دو ہزار گہنیں لگی ہوئی تھیں۔ آپ سونے سے پہلے ان پر تسبیح پڑھتے اور

پھر سوتے تھے۔ (البدایہ جلد ۹ ص ۱۱۹)

یہ بھی منقول ہے کہ سیدنا حضرت ابوہریرہ کے پاس ایک تھیلی تھی جو کھجور کی گٹھلیوں سے بھری رہتی تھی۔ آپ ان گٹھلیوں پر سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد فرمایا کرتے تھے جب وہ تھیلی خالی ہو جاتی تو آپ کی باندی دوبارہ ان گٹھلیوں کو

تھیں میں ڈال دیتی اور آپ پھر ان پر تسبیحات کا ورد کیا کرتے تھے۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۵۴۱)

میزبانی و مہمان نوازی

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ بڑے مہمان نواز بھی تھے حضرت ابو نفقہؓ کہتے ہیں کہ طفاہہ کے ایک شخص نے ان سے کہا کہ اس نے سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں ایک مرتبہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی کو ان سے زیادہ میزبانی کا حق ادا کرنے والا اور مہمان کی خدمت میں مستعد رہنے والا نہیں دیکھا۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۵۴۱)

تواضع و انکساری

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ اتنے محدث اور جلیل القدر سستی ہونے کے باوجود نہایت ہی متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ آپ کے تواضع کا عالم یہ تھا کہ مدینہ منورہ کے امیر ہونے کے باوجود اپنی کمر پر بکڑیل کا گھٹڑ جنگل سے لا کر لایا کرتے تھے۔ (حیاء الصحابہ جلد ۲ ص ۱۵۹)

لقاء خداوندی کا شوق

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کو اللہ تعالیٰ شانہ کی ملاقات کا بھی نہایت ہی

شوق تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے مرض وفات میں مروان عیادت کے لئے آئے اور شفا یابی کے لئے دعا کی۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے اس کے جواب میں دعا فرمائی، کہ !

اللہم انی احب لقاءک فاحبب لقاءى
اے اللہ ! میں آپ کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔ آپ بھی میری
ملاقات کو پسند فرمائیے۔

مروان کہتے ہیں کہ ابھی میں بازار پہنچنے ہی پایا تھا کہ سیدنا حضرت
ابو ہریرہ کے انتقال کی خبر مل گئی۔ (الاصابہ جلد ۴ ص ۲۱۰)

بخار سے محبت اور اس کی وجہ

سیدنا حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ کسی تکلیف سے مجھے اتنی
محبت نہیں جتنی بخار سے ہے۔ کیونکہ بخار انسان کے جوڑ جوڑ
میں گھس جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر جوڑ جوڑ کے درپردہ مستقل
ثواب عطا فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱)

تمام مسلمانوں کو ایک وصیت

سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا،
قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور اسی عقیدے پر تمام امت مسلمہ
کا اجماع و اتفاق ہے۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ کہا کرتے کہ

اگر میری عیسیٰ بن مریم سے ملاقات ہو جائے تو ٹھیک اور
اگر میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں تو تم میں سے جو شخص
سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملاقات کرے
تو اس کو چاہیے کہ میری طرف سے انہیں بدیہ سلام پہنچا دے
(دیکھئے مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۸)

مسلمان کو رخصت کرتے وقت آپ کا عمل

حضرت ابو ہریرہ کے پاس سے جب کوئی رخصت ہوتا تو آپ
اسے کہا کرتے کہ آؤ میں تمہیں اس طرح رخصت کروں جس طرح
مجھے یا اور ول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخصت فرمایا
کرتے تھے اور یہ کہہ کر فرماتے۔
استودعتک اللہ لا یضیع ودائعہ (مسند احمد جلد ۲ ص ۴۰۳)

جنازہ دیکھتے وقت آپ کا عمل

مہم کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ جب کوئی جنازہ گزرتا ہوا دیکھتے
تو فرمایا کرتے تھے کہ :

اے جنازہ ! تو چل ہم بھی بس پہنچنے والے ہیں۔ (یہ موت) بڑی
اثر والی و اعظیہ اور بغیر مہلت کے (سب سے) غافل کر
دینے والی ہے۔ جانے والے جا رہے ہیں اور جن کا نمبر بعد میں

ہے وہ باقی ہیں (یعنی وہ بھی ایک دن جانے والے ہیں) مگر پھر بھی ان کو سمجھ نہیں آتی۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۸۳)

سیدنا حضرت ابوہریرہ کا اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا

حضرت ابوہریرہ مدینی نے بیان کیا کہ سیدنا حضرت ابوہریرہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر مدینہ میں آپ کے مقام سے ایک درجہ کم اتر کر کھڑے ہوئے اور فرمایا تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے ابوہریرہ کو اسلام کی ہدایت دی۔ تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے ابوہریرہ کو قرآن سکھایا۔ تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے ابوہریرہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ذریعہ احسان فرمایا۔ تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو خیری روٹی کھانے کو دی اور جس نے مجھے نرم کپڑا پہنایا۔ تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے میری شادی غزوہ کی بیٹی سے کرادی۔ اس کے بعد کہ میں اس کے پاس بیٹ بھر کر کھانے کی اجرت پر کام کرتا تھا۔ اس نے مجھے کھاوے پر بٹھایا تو میں نے اس کو کجاوے پر بٹھایا جبکہ اس نے مجھے کجاوے پر بٹھایا تھا۔ الخ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۸۳)

اپنے بھائی کو معاف کر دینا

ایک مرتبہ ایک شخص نے سیدنا حضرت ابوہریرہ سے کہا کہ کیا

آپ ابوہریرہ ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ تو بتائی
 کا چور ہے۔ حضرت ابوہریرہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ
 اے اللہ! مجھے اور میرے اس بھائی کو معاف کر دے۔ پھر
 فرمایا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ جو
 ہم پر ظلم کرے اس کے لئے استغفار کریں۔

(اخلاق صالحین ترجمہ تہذیب المعشرین مشعرانی ص ۲۴۷)

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ کی جرأت ایمانی

ابو جہشہ سے روایت ہے کہ جس مکان میں حضرت عثمان کا محضر
 کیا جا چکا تھا، آپ تشریف لائے اور لوگوں سے حضرت عثمان سے
 بات کرنے کی اجازت طلب فرمائی۔ انہیں اجازت دی گئی۔ آپ
 وہیں کھڑے ہو گئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ شانہ کی حمد و ثناء بیان فرمائی
 اس کے بعد (نہایت واضح طور پر بغیر کسی جھجک کے) فرمایا۔
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے
 تھے کہ تم میرے بعد فتنہ و اختلاف سے یا اس طرح فرمایا کہ
 اختلاف اور فتنہ سے ملو گے۔ کسی سننے والے نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہم کو اس وقت آپ کس چیز کے ساتھ حکم دیتے ہیں، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم امیر کو اور اس کی جماعت کو لازم

پکڑنا۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ اس کہنے میں سیدنا حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔

(حیۃ الصحابہ جلد سوم ص ۵۴۶ بحوالہ حاکم جلد ۴ ص ۴۳۲)

یعنی اس وقت آپؐ نے تمام لوگوں کو سیدنا حضرت عثمانؓ غنیؓ کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی اور اس وقت نہ باغیوں کی طرف سے کسی قسم کا کوئی ڈر محسوس کیا نہ اپنی جان کی پروا کی۔ بلکہ نہایت جرأت کے ساتھ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کر کے مسئلہ کی وضاحت کر دی۔

ملفوظات سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ

یوں تو سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے بے شمار ملفوظات وارشادات ہیں اور ہر ملفوظ وارشاد اپنے اندر ہزاروں علم و حکمت لئے ہوئے ہے ان سب کا احصاء مشکل ہے تاہم چند پیش خدمت ہیں۔

۱۔ فرمایا: علم کا وہ باب جس کو آدمی سیکھے میرے نزدیک ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔ (حیۃ الصحابہ جلد ۳ ص ۱۱۶)

۲۔ فرمایا، اگر میں ایک گھڑی بیٹھ کر اپنے دین میں تفقہ حاصل کروں تو یہ مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ پوری رات عبادت میں گزار دوں۔ (جامع بیان العلم جلد ۱ ص ۲۹)

۳۔ فرمایا: جس علم سے نفع نہیں اٹھایا جاتا اس کی مثال اس خزانہ کی

سی ہے جو راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا جاتا۔ (ایضاً جلد ۱ ص ۱۹۷)
 ۴۔ فرمایا: سب سے بُرا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے۔ اس لئے کہ اس میں
 مالداروں کو تو بلایا جاتا ہے اور مساکین و غرباء کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اگر
 کوئی اس قسم کی دعوت میں گیا تو اس نے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ
 وسلم کی نافرمانی کی۔ (اگر ولیمہ کی دعوت اس سے پاک ہو یعنی امیر و
 غریب کی تمیز نہ ہو تو بہت اچھی ہے)

(مسند احمد جلد ۲ ص ۲۴۱ ترغیب جلد ۳ ص ۱۴۴)

۵۔ فرمایا حکومت لینے میں خرابی تو یہ ہے کہ پہلے ندامت ہوتی ہے
 پھر پچھتاوا (پریشانی) ہوتی ہے اور اس کا آخر کار انجام عذاب
 قیامت ہے (اگر اس نے قرآن و سنت کے مطابق حکومت نہ
 کی ہو) (ترغیب جلد ۳ ص ۱۵۷)

۶۔ فرمایا جب تم لوگ اپنی مساجد کو بیل بوٹوں سے سجانے لگو اور
 ان کو خوشنمائی کا زیور چڑھا دو اور اپنے مصاحف (قرآن کریم کو)
 سجادو (یا سونے کے پانی سے قرآن لکھنے لگو) تو تم پر تباہی ہے۔
 (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۸۲)

۷۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ اپنی بیٹی سے
 فرمایا کرتے تھے کہ:

بیٹی سونے کا زیور نہ پہنتا۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں تجھ پر دوزخ کی
 بھڑکتی ہوئی آگ کے جلادینے سے۔ (ایضاً ص ۳۸۸)

۸۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ ایک شخص نے مدینہ میں مکان بنایا۔ جب اس کی تعمیر مکمل ہو چکی تو ایک دن حضرت ابوہریرہ کا ادھر سے گزر ہوا اور وہ شخص اپنے مکان کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ ابوہریرہ بھڑک جائیے اور بتلائیے کہ میں اس مکان کے دروازے پر کیا لکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے مکان کے دروازے پر یہ بات لکھو کہ مکان اجڑنے کے واسطے بنایا کہ اور بھڑکنے کے لئے (موت سے) جیئے جا اور مال دارش کے واسطے جمع کر۔
(ایضاً ص ۲۸۵)

۹۔ حضرت عطاء سے منقول ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا:
جب تم چھ چیزوں کو دیکھو تو اگر کسی کے قبضہ میں سر جانا ہو تو اس کو مر جانا چاہیئے۔ میں تو اس وجہ سے موت کو پسند کرتا ہوں کہ کہیں وہ زمانہ میرے سامنے نہ آجائے۔ اور وہ یہ ہیں۔
۱۔ جب تم پر بے وقوف لوگ حاکم بن جائیں۔
۲۔ فیصلے بازاری جنس کی طرح بیچے جائیں۔ (یعنی رشوت دے کر کام چلایا جائے)

۳۔ جب بات بات پر خون ریزی ہونے لگے۔

۴۔ اور قطع رحمی ہونے لگے۔

۵۔ حاکموں کے لئے امانت دار آدمیوں کا سلسلہ قطع کر دیا جائے۔

۶۔ اور قلآن کریم کو مزامیر کے طرز پر بڑھا جائے (ایضاً جلد ۱ ص ۲۸۴)

۱۰۔ فرمایا: ایمان کی بلند می اللہ جل شانہ کی فرمانبرداری ہے۔

(اخلاق صالحین ترجمہ بنیہ المغترین بشرانی ص ۲۶۸)

۱۱۔ فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شانہ کے سامنے ایک شخص لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے کہے گا: کیا تو نے میری خاطر کسی دوست سے محبت کی ہے کہ میں تمہیں اس کے طفیل معاف کر دوں پس تم نیک لوگوں سے محبت کرو اور ان پر احسان کرو۔ کیونکہ ہر ذریعہ امت وہی صاحب دولت ہوں گے۔ (ایضاً ص ۷۹)

۱۲۔ فرمایا: عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں موت علماء کے نزدیک زبرد خالص سے بھی زیادہ پیار ی ہوگی۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے بھائی کی قبر کے پاس آئے گا اور کہے گا کاش میں تیری جگہ ہوتا۔ (ایضاً ص ۸۷)

۱۳۔ فرمایا کہ کسی شخص کے بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ اللہ تجھے نہ بخشے گا۔ یا تجھے جنت میں داخل نہ کرے گا۔ میں (حضرت مصنف بن جوہر الیمامی) نے کہا کہ حضرت! ایسے کلمات تو بوقت غصہ نکل جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کہنا چاہیئے۔

(مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۲)

۱۴۔ فرمایا کہ رکن یمانی کا استقام تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(المصنف جلد ۵ ص ۲)

۱۵۔ فرمایا: بخیلوں کا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے اور

بڑا عاجز وہ ہے جو دعائے مانگنے سے بھی درماندہ اور بیزار ہے۔

(اردو ترجمہ ادب المفرد ص ۴۵)

۱۶۔ فرمایا اگر جہاد فی سبیل اللہ اور حج اور مال کے ساتھ نیکی نہ ہوتی تو میں ملوک ہو کر مرنے کو پسند کرتا۔ (ایضاً ص ۳۳)

۱۷۔ فرمایا ہرگز یہ نہ کہا کرو کہ اللہ تیرے چہرے کو داغدار کرے ص ۸۶

۱۸۔ فرمایا: ایک مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ جب اس میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی اصلاح کر دے۔ (ایضاً ص ۹۹)

۱۹۔ فرمایا: تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا تو دیکھ لیتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر یا پورے کھجور کو بھول جاتا ہے۔

(ایضاً ص ۱۷۵)

۲۰۔ فرمایا کہ ہلاکت ہو ان کے لئے جو اسلام کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات

سے لوگوں کے فیصلے کریں اور اپنے غصہ کی وجہ سے انہیں بے گناہ قتل کریں۔ (حلیۃ جلد ۱ ص ۳۸۴)

۲۱۔ فرمایا: بے شک مسجد نبیٹ سے خراب ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ گوشت کی بوٹی یا کھال آگ میں جل جاتی ہے۔

(کنز العمال جلد ۴ ص ۲۶۰، حیاۃ الصحابہ جلد ۳ ص ۱۲۵)

۲۲۔ ابو الشّعاء کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر میں موذن نے اذان دی۔ اتنے میں ایک شخص اٹھا اور باہر چلنے لگا۔ حضرت ابو ہریرہ نے جب

اے مسجد سے باہر نکلے ہوئے دیکھا تو آپ نے نہایت حسرت کے ساتھ فرمایا کہ اس نے ابوالقاسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت درزی کی ہے۔ (مسلم شریف سنن ابی حواء جلد ۲ ص ۷۵)

وصیت اور سانحہ ارتحال

سیدنا حضرت ابو ہریرہ نے اپنی وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ

- ۱۔ میری قبر پر خیمہ وغیرہ نہ لگانا۔
 - ۲۔ میری میت پر آوازے نہ رونا۔
 - ۳۔ جنازے کے ہمراہ انگیٹھی نہ لے جانا۔
 - ۴۔ اور میرے جنازے کو اپنے رب کی طرف جلدی لے کر چلنا۔
- (مسند احمد جلد ۲ ص ۴۷۴ ص ۲۹۲ الاصابہ جلد ۴ ص ۲۱۰)

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی آنکھ مبارک سے آنسوؤں کی ٹڑی بہنے لگی۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: خبردار! سنو میں تمہاری اس دنیا کے چھوٹے پر ہرگز نہیں رورہا ہوں بلکہ اس فکر میں رونا آگیا ہے کہ میرا سفر بہت طویل ہے اور سامان سفر بہت قلیل ہے اور میں اب اس موقع پر آگیا ہوں کہ روح نکلے ہی یا تو جنت میں جانے والا ہوں یا دوزخ میں۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے کس میں لے جایا جائے گا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۲۸۲)

اس درمیان آپ کے پاس عیادت کرنے والوں کا ایک ہجوم تھا۔

جو آپ کی شفا یابی اور صحت کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ مگر اب آپ اپنے رب سے ملاقات کے متمنی تھے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سب کو روتا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور یوں دنیا سے علم حدیث کا ایک بڑا چراغ گل ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی اور ۵۸ھ میں بھی بتلایا گیا ہے۔

انتقال کے بعد آپ کا جنازہ مدینہ منورہ لایا گیا۔ حضرت ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی نماز جنازہ میں سیدنا حضرت ابوسعید الخدری اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ بھی شامل تھے (الاصابہ جلد ۴ ص ۲۱) اسی میں یہ بھی ہے جب حضرت ولیدؓ نے سیدنا حضرت معاویہ کو آپ کے ساتھ رجمال کی خبر پہنچائی تو انہیں بھی اس کا شدید رنج ہوا۔ انہوں نے حضرت ولید کو جوابی خط لکھا اور کہا کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے وارثوں کو دس ہزار درہم دو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کے تلامذہ

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے پیچھے جہاں اپنی جسمانی اولاد چھوڑی وہیں بے شمار لوگوں کو آپ کی روحانی اولاد اور شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی خدمت میں باہر سے لوگ آیا کرتے تھے اور احادیث کریمہ سن کر جاتے اور اس کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ محدث حاکم نے تو ۲۸ صحابہ کرام کے اسماء بھی لکھے ہیں جنہوں نے ابو ہریرہؓ سے حدیث کی

روایت کی۔ اسی طرح صرف کوفہ شہر میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ کے
آٹھ سو سے زیادہ شاگرد تھے۔ (مقدمہ الزوار الباری ص ۵۰)

الصحيحة الصحيحة

جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہ حافظ حدیث
تھے کاتب حدیث نہ تھے۔ آپ نے عہد رسالت میں حدیث کی کتابت نہ
کی تھی۔ مگر اس کے بعد آپ نے بھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
احادیث کو بحیرہ کو باقاعدہ لکھ لیا تھا یا لکھوایا تھا۔ الصحيحة الصحيحة وہی مجموعہ
حدیث تھا۔ یہ تالیف انہوں نے اپنے شاگرد حضرت ہمام بن منبہ کے لئے
کی تھی چونکہ اس کے راوی حضرت ہمام ہی ہیں اس لئے اس صحیفہ کا نام
صحیفہ ہمام بن منبہ بھی مشہور ہو گیا۔ الحاصل حضرت ابو ہریرہ کے پاس وہ
احادیث تحریری طور پر موجود تھیں۔ آپ کے شاگرد حضرت حنی بن عمرو کا
بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کے پاس ایک حدیث بیان کی گئی۔ انہوں
نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے اور انہوں نے ہمیں آنحضرت صلی
علیہ وسلم کی حدیثوں کی لکھی ہوئی کتابیں دکھلائیں اور فرمایا کہ یہ میرے پاس
لکھی ہوئی ہیں۔ (فتح الباری جلد ۱ ص ۲۱۷۔ جامع بیان العلم جلد ۱ ص ۸۹)

اس مجموعہ کا ایک مکمل نسخہ سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے والد ماجد
کے پاس بھی موجود تھا آپ نے ایک مرتبہ کثیر بن مرہ کو یہ لکھا تھا کہ:
ان یکتب الیہ بما سمع من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احادیثہم

الاحادیث ابی ہریرہ فانہ عندنا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۱ ص ۲۳۸)
 تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے جو حدیثیں
 سنی ہیں۔ ان کو کچھ کہہ نہیں بھیج دو سوائے ابو ہریرہ کی احادیث
 کے کہ وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔

یہ نسخہ عہد صحابہ کی ایک یادگار اور غالباً حدیث کی یہ سب سے پہلی
 کتاب ہے۔ عالم اسلام کی مشہور شخصیت ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو دمشق
 اور برلن میں اس کے دو قلمی نسخے ملے۔ انہوں نے بڑی تحقیق اور جستجو
 کے بعد ایک فاضلانہ اور محققانہ مقدمہ کے ساتھ اس پہلی صدی ہجری کی
 گراں مایہ تالیف کو شائع کیا ہے۔ ان کہنا ہے کہ مقابلہ کرنے پر نظر آتا
 ہے کہ بعد کے مولفوں نے مفہوم تو کیا کوئی لفظ تک نہیں بدلا۔ اس صحیفہ
 کی ہر حدیث نہ صرف صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ کے حوالے سے
 ملتی ہے بلکہ مسند احمد میں آج بھی یہ پورے کا پورا رسالہ بلا حذف و اضافہ
 موجود ہے۔ (امام اعظم اور علم حدیث ص ۵۹) ڈاکٹر صاحب نے اس
 نسخے کا نام صحیفہ ہمام بن منبہ رکھا ہے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ کے دوسرے شاگرد حضرت بشیر بن ہنیک
 کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے جتنی احادیث آپ سے سنی
 تھیں بعد میں انہیں دکھا کر ان سے بھی توشیق کرائی بشیر بن ہنیک کہتے
 ہیں کہ :

حضرت ابو ہریرہ سے جو کچھ سنا تھا میں نے اسے کچھ لیا تھا

جب میں آپ سے رخصت ہونے لگا تو اس مجموعہ کو دے کر
آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو سنایا اور میں نے کہا
یہ ساری آپ سے سنی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ہاں
ٹھیک ہے۔ (سنن دارمی ص ۱۰۰ جامع بیان العلم جلد ۱ ص ۸۷)

الحاصل سیدنا حضرت ابو ہریرہ کے پاس تحریری طور پر بھی احادیث
کریمہ کا ایک مجموعہ موجود تھا۔ اسی طرح اور صحابہ کرام کے پاس بھی مجموعہ
احادیث تحریری طور پر موجود تھے اور یہ کام دور نبوت میں ہی ہو چکا تھا۔
اور پھر دور صحابہ میں بھی یہ کام برابر ہوتا رہا۔ اس لئے یہ کہنا کہ حدیث کی
تدوین سو سال یا اس کے بہت بعد کی پیداوار ہے۔ درحقیقت حدیث رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے جان چرانے کا ایک حربہ ہے۔ احادیث کریمہ
کے خلاف اس قسم کے حربے اور مخالطہ دینے والوں کو اپنی اس گمراہ
روش سے باز آجانا چاہیئے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ اور اکابرین امت

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ :

(اے ابو ہریرہ) تم ہم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر رہنے والے تھے اور ہم سب سے زیادہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد رکھنے والے تھے۔

(جامع ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۴)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ کے جنازہ کے ہمراہ جاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مسلمانوں کے لئے حفظ فرمانے والے تھے۔ (قواعد التحدیث ص ۷۳)

نیز فرماتے ہیں کہ :

ابو ہریرہ مجھ سے بہتر ہیں جو روایت کرتے ہیں اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ (الاصابہ جلد ۴ ص ۲۰۸)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ فرماتے ہیں کہ :

اس میں شک نہیں کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ احادیث سنیں جو ہم سن نہ سکے (الاصابہ جلد ۲ ص ۲۰۸)

(جامع ترمذی جلد ۱ ص ۲۲۴)

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ :

حضرت ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیزیں دریافت کرنے کی جرأت کر لیا کرتے تھے جو ان کے علاوہ دوسرے لوگ نہ پوچھ سکتے تھے۔ (الاصابہ جلد ۲ ص ۲۰۶)

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ :

میں نے کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا جو تورات پڑھا ہو اتوں نہ ہو مگر تورات میں جو کچھ ہے اس سے واقف ہو سوائے ابو ہریرہ کے۔ (الاصابہ جلد ۲ ص ۲۰۸)

حضرت صالح اسمانؑ فرماتے ہیں کہ :

حضرت ابو ہریرہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کے مقابلے میں سب سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔

حضرت مکحولؓ فرماتے ہیں کہ :

ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ایک شب سنا فی شروع کیں تو صبح تک احادیث ہی سنا تے رہے۔

حافظ البونعیم حلیۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ :

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے زیادہ حدیثوں کے حافظ تھے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۰۰)

علامہ ابن عبد البرؒ صاحب استیعاب میں فرماتے ہیں کہ :

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے زیادہ حافظ تھے (استیعاب جلد ۴ ص ۱۷۷)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ :

حضرت ابو ہریرہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صحابہ کے مقابلے میں سب سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ :

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے تقریباً ۸ سو اصحاب اہل علم نے روایت کی اور آپ اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ تھے۔

علامہ ابن حزم، حافظ ابن قیم علامہ ابن حزم کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

بے شک ابو ہریرہؓ حفظ میں صاحب مقام ہیں بلکہ علی الاطلاق حافظ امت ہیں۔ حدیث کو آگے پہنچاتے ہیں جیسا سنتے ہیں اور رات کو ان کا درس بھی دیتے ہیں۔ (الوابل العیب ص ۱۲۷)
سو تمام امت مسلمہ کے اکابر اور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کی امتیازی خصوصیت حفظ حدیث ہے اور تمام حضرات صحابہ کرام میں ان ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قوت حافظہ کے لئے خصوصی طور پر دعا فرمائی۔ اور ملت اسلامیہ ان کے حفظ پر بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (حافظ) محمد اقبال

تقریظ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى! اما بعد!
رسالہ سیرۃ ابی ہریرہؓ مولف مولانا محمد اقبال رنگونی نظر سے گزرا مولانا نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھا کر امت پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ اُمید ہے کہ یہ گوش حق کی حمایت اور باطل کے ابطال میں ایک نہایت مؤثر قدم ثابت ہوگی۔
آنحضرتؐ نے یوں تو صحابہ کرام کیلئے بہت سی دعائیں کیں لیکن ان میں لیے خوش قسمت بھی ہیں جو آپؐ کی خصوصی دعاؤں کا مصداق بنے نصرت اسلام کی دعا سیدنا حضرت عمرؓ کی قسمت میں لکھی تھی۔ رسالت کی طلب سے آپؐ امت کی پناہ گاہ بنے اور آپؐ کے دم قدم سے اسلام پر مہار آئی۔

فہم قرآن کی دعا حضرت عبداللہ بن عباس کے شامل حال ہوئی تو حفظ حدیث کی دولت میٹھنے کے لئے حضرت ابو ہریرہؓ حضور سے دعا کی درخواست کی۔ یہاں تک کہ فیضان رسالت نے آپ کو جلد نبوت میں لے لیا۔ آپ نبی نہ تھے مگر چاروں طرف سے مہمان خانہ نبوت میں گھرے تھے۔ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد مسلمان دو حصوں میں تقسیم ہوئے۔ ایک سیدنا حضرت علیؓ کے ساتھ اور ایک حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ۔ ان مشاجرات میں حضرت ابو ہریرہؓ نے کسی طرف حصہ نہ لیا اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ علم نبوت کے امین عظیم تھے اور نہ چاہتے تھے کہ ان کی شخصیت اختلافی بنے۔

یہ اختلافات سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہؓ کی صلح پر ختم ہو گئے۔ حضور نے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں ہادی و مہدی ہونے کی دعا فرمائی تھی۔ یہ اسی دعا کا ثمرہ تھا کہ اتنے شدید اختلافات کے باوجود مسلمانوں کی دونوں جماعتیں پھر ایک ہو گئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پہلے ہی اختلافی نہ تھی اور اب تو آپ ساری امت کے شیخ الحدیث تھے۔ شیعہ علماء آج ان پر تو بہت برستے ہیں۔ لیکن وہ اپنے گھر کی خبر نہیں لیتے۔ ان کے رواقہ حدیث میں زرارہ اور ابوبصیر پر کچھ نظر کیجئے۔ زرارہ کے بارے میں امام جعفرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر زرارہ جیسے لوگ نہ ہوتے تو میرے دین باقرؓ کی روایات ہی مٹ چکی ہوتیں۔ زرارہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت امام باقرؓ مجھے تنہائی میں تعلیم دیتے تھے۔ امام باقرؓ کا اعتقاد اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اتنے بڑے معتمد راوی کا حال سنئے۔ حضرت امام جعفر صادقؓ

لے رجال کشی ص ۹۰ ۷۲ فروع کافی ص ۵۲

فرماتے ہیں۔ زرارہ تو یہود و نصاریٰ سے بھی بُرا نکلا۔

زرارہ مشر من الیہود والنصارى رجال کثی ص ۱۰۰

پھر آپ نے اس پر تین دفعہ لعنت بھی فرمائی۔ رجال کثی ص ۱۰۰

امام جعفر صادق کا زرارہ سے ناراض ہونا بجا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ائمہ کا بڑا گستاخ تھا۔ امام باقر اس پر اتنا اعتماد کرتے کہ تنہائی میں اسے احادیث سناتے اور وہ امام باقر کے بارے میں بڑا کہتا کہ اس بڈھے کو مخی لطف سے بات کرنے کا کوئی سلیقہ نہیں :

شیخ لا علم له بالخصومة اصول کافی ص ۵۵

اس عبارت کا ترجمہ ملا خلیل قرظینی نے یہ کیا ہے۔

”ایں پیر بے دماغ شدہ نے داند روش گفتگو باخصم“

ابو بصیر راوی امام جعفر صادق کے بارے میں کہتا ہے اگر ہم میرے کمرے کے پاس جائیں تو ہمیں اجازت مل جاتی ہے ہدیہ نہ ہو تو ہمیں اندر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ حضرت امام کو لالچی اور طماع کہنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ چانک ایک کتا آیا اس نے ٹانگ اٹھائی اور اس طرح پیشاب کیا کہ وہ سیدھا ابو بصیر کے منہ پر آتا تھا اور اسے پتہ نہ تھا کہ فوارہ کہاں سے آ رہا ہے۔ ساتھی نے لے لے بتایا۔ هذا کلب شعری و جھمک۔ رجال کثی ص ۱۱۶

ترجمہ۔ یہ کتا ہے جو تیرے منہ پر پیشاب کر رہا ہے۔

شیخ علماء اس قسم کے راویوں پر تو اعتماد کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان کے

ہاں حضرت ابوہریرہ لائق اعتماد نہیں۔ زرارہ اور صاحب فوارہ (ابو بصیر)

تو اپنے آقاؤں کو بڑھا جائے علم اور طماع ولا چچی کہتے گئے اور حضرت ابو ہریرہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی چہرہ انور اور لسانِ رسالت کے
عاشق زار رہے اور آپ کے بعد بھی آپ کی روایت سے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں دنیا میں گونجتی رہیں۔

خالد محمود عفا اللہ عنہ مانچسٹر

راتے گرامی

حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری مدظلہ استاد حدیث و تفسیر دارالعلوم دیوبند

اس وقت خاکسار کے سامنے جناب مولانا اقبال صاحب رنگونی کا تصنیف کردہ:

ایک رسالہ ہے جس سے احقر مستفید ہوا۔ رسالہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جنت
سوانح ہے عجیب بات ہے کہ اس حلیل صحابی نے اسلام کو جو بیش بہا سرمایہ یعنی سرِ دار و جناب
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ذخیرہ پہنچایا اور جس سے دین کی تقسیم و تشکیل میں عظیم مدد
ملی۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ امت حضرت ابو ہریرہؓ کی ہمیشہ مہربان منت رہے مگر افسوس
کہ بعضوں کی نظر میں حضرت والاؓ کی یہی خصوصیت و امتیاز غیر مناسب اور ظالمانہ تھک چینیہ۔
کا باعث بن گیا۔

مجھے اپنی یادداشت پر بھروسہ نہیں لیکن یاد پڑتا ہے کہ ”مستدرک“ میں غالباً
حضرت ابو ہریرہؓ کی بارے میں موجود ہے کہ مسجد مسجد میں کبھی کبھی حدیث سُنانے کے
لیے آپ کھڑے ہوتے تو روایت میں احتیاط کی ذمہ داری احساس آپ پر اس طرح نمایاں
ہوتا کہ لرزاں و ترساں منبر کے گوشے ہاتھ کو مقام لیتے۔ آنکھیں آنسوؤں سے پُر ہوتیں۔ گردن

کی رگیں پھول جائیں جسم پر ایسی ایسی لکچڑی ہوتی کہ بالائے جسم کپڑے بھی متحرک نظر آتے۔ روایت کے الفاظ یہ یاد پڑتے ہیں۔

اغرد وقت عینا کہ تنفخت اود اجہ واد نعدت ثیابہ۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ ”بو عبد اللہ الحاکم“ کے قلم سے کسی اور صحابی کے بارے میں نکلے ہوں کچھ بھی ہو اس بیان سے حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا روایت کے باب میں احتیاطی پہلو سامنے آجاتا ہے۔ پھر حضرت والا صفات میں تو اپنی کثرت روایت کے اسباب خود ہی بیان فرماتے ہیں۔

مولانا اقبال صاحب نے خوب کیا کہ ”ابو ہریرہؓ صحابیؓ“ کے پاکیزہ حالات و مبالغہ دیدہ ریزی سے جمع کر کے اپنے لیے زادِ آخرت اور صراطِ مستقیم کے طالبین کے لیے سنگِ میل ہمیا کر دیا ہے اور ان وہی نکتہ چینوں کا جواب باصواب کجا کر دیا جو اس حبیل صحابی پر ظالم طبقہ کی جانب سے کیا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر اور تالیف کو قبولیت عامہ کے شرف سے سرفراز فرمائے۔ آمین

و اما لا حق الا فقر محمد انظر الشاہ سعوری

خادم التدریس یدر العلوم دیوبند

لے ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ یہ کیفیت سینا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر طاری ہوتی تھی (دیکھئے ابن ماجہ ص ۶۱ فی التوفی فی الحدیث) ممکن ہے کسی اور صحابی سے بھی یہ کیفیت منقول ہو۔ اقبال

مکتوب گرامی

از حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

مکرمنا المحترم زادت مکارم — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛

مزان گرامی !

جناب کا یہ رسالہ اتھر کی شدید علالت کے دوران موصول ہوا شروع میں بہتر صحت انتظار میں گزر گئے۔ بالآخر سوچا کہ نہ معلوم یہ علالت کب تک رہے۔ ذرا اس رسالہ کو دیکھنا چاہیے۔

اس دوران علالت دیکھنا شروع کر دیا مضامین ایسے عمدہ اور دلچسپ آئے کہ سب دوران علالت میں وقفہ وقفہ سے پورا مضمون بغیر دیکھے چین نہیں آیا۔

ماشاء اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و کمالات اور بہت سے واقعات اس انداز و بہتر طریقہ سے جمع فرمادیئے ہیں کہ اب تک ایسا جامع و دلیل و قویٰ مضمون کبھی بدلل و مکمل طور پر نظر سے نہیں گزرا تھا۔

عزیز موصوف کے لیے دل سے بے شمار دعائیں نکلیں۔ یہ سارے مضامین اس قابل ہیں کہ چہار دانگ عالم میں جہاں تک ہو سکے شائع کر دیئے جائیں۔ فقط

(حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۶ جنوری ۱۳۵۲ھ

جو حضرات اس کتاب کو پڑھیں یا اپنے پاس رکھیں ان سے درخواست ہے کہ وہ ان چالیس احادیث کو کبھی کبھی اور کہیں کہیں اپنی مجالس میں ضرور پڑھ دیا کریں اور اپنے اعزہ و احباب کو سنا دیا کریں جو اس کتاب کے ص ۳۵ سے ص ۵۲ تک لکھی ہیں۔ اس اربعین الی ہریرہ کو یاد بھی کریں اور ان کی نشر و اشاعت کو اپنے مؤلف عزیز اور اقم الحروف سب کے لئے صدقہ جاریہ سمجھیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

احقر العباد خالد محمود عفا اللہ عنہ

علامہ خالد محمود صاحب کی تازہ علمی پیش کش

حدیث کا پایہ اعتبار (برطانوی انگریزی)

سنی اور شیعہ قدیم کتابوں کی روشنی میں

THE AUTHENTICITY OF HADITH

By

Dr. Khalid Mahmud M.A., Ph. D.

Director Islamic Academy of Manchester

میں نے تعلیم یافتہ طبقے میں حدیث کے خلاف بہت غلط فہمیاں پیدا کی جا رہی ہیں مسلمان کتاب و سنت کو حضور کی چھوٹی دو بھاری امانتیں مانتے ہیں شیعہ تعلیم سے کتاب اور عزت رسولؐ مراد لیتے ہیں مگر حدیث سے نفی حدیث کا اعلان سمجھتے ہیں۔ اس کتاب میں اس پر بھی شہادت پیش کی گئی ہے کہ شیعہ حجتیت حدیث کے منکر نہیں ہیں گو ان کا ذخیرہ حدیث ہم سے جدا ہے۔ اصولی اختلافات کے باوجود دونوں حجتیت حدیث پر متفق ہیں۔

ضرورت ہے کہ یہ گرانقدر علمی خدمت ہر سکول، کالج، یونیورسٹی، دینی درس گاہ اور دیگر اہم لائبریریوں میں موجود ہو۔ علامہ صاحب نے انگریزی خواں حلقوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے انگریزی میں لکھا ہے۔ یہ علمی تحفہ آفٹ کاغذ پر انگریزی جلد کے ساتھ نہایت عمدہ طباعت آراستہ ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں لائبریریوں میں بھی رکھوائیں اور اپنے علم دوست اجاب کو بھی تحفہ بھیجیں۔

ناشر

دارالمعارف - الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

19 CHARLTON TERRACE OFF UPPER BROOK STREET
MANCHESTER - U.K.